

## بلوچستان صوبائی اسمبلی

دسویں اسمبلی رچھبیسوال اجلاس

### مباحثات 2016ء

(اجلاس منعقد 15 فروری 2016ء بمطابق 6 جمادی الاول 1437 ہجری بروز سوموار)

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔	1
2	وقفہ سوالات۔	2
7	رخصت کی درخواستیں۔	3
16	سرکاری کارروائی۔	4
5	مشترکہ قرارداد نمبر 62 میں جانب جناب رحمت صالح بلوچ، صوبائی وزیر، جناب نصراللہ زیرے صاحب، ڈاکٹر قیہ ہاشمی صاحب، محترم عارفہ صدیق صاحب، محترمہ سپوز می اچنزا صاحبہ اور محترمہ مخصوصہ حیات صاحبہ	24
7	مشترکہ قرارداد نمبر 63 میں جانب جناب عبدالرحیم زیارت وال، صوبائی وزیر، سردار محمد ناصر، مشیر وزیر اعلیٰ اور نصراللہ زیرے،	26
8	موخر شدہ قرارداد نمبر 83 میں جانب ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ۔	35
9	مورخہ 12 فروری کے اجلاس میں باضابطہ شدہ تحریک اتواء نمبر 3 پر 2 گھنٹے عام بحث۔	38
26	جلد 26	شارہ 3



## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 15 فروری 2016ء بہ طابق 6 جمادی الاول / 1437 ہجری بروز سوموار بوقت صبح 11 بجکر 35  
منٹ پر پری صدارت میڈم راحیلہ حمید خان درانی اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔  
میڈم اسپیکر۔      السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔  
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلَنَبُلُونَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْحَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَفْصِ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ طَوَّبَ اللَّهُ أَنْفُسَ الْمُحْسِنِينَ ۝  
الصَّرِيرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ لَا فَالُولُآ اِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَجُعُونَ ۝ اُولَئِكَ عَلَيْهِمْ  
صَلَوَاتٌ مِّنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ قَفْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهَتَّدُونَ ۝ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ ۔

﴿پارہ نمبر ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۵۵ تا ۱۵۷﴾

ترجمہ: اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری ازمائش ضرور کریں گے، دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس سے، مال و جان اور چلوں کی کمی سے اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے۔ جنہیں، جب کبھی کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور حمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

میڈم اسپیکر۔  
بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ وقفہ سوالات۔ انجینئر زمرک خان اچھزتی صاحب اپنا سوال  
نمبر 259 دریافت فرمائیں۔ سردار صاحب! جی اسمبلی میں بھی درخواست آئی ہے۔ سیکرٹری صاحب بتارے  
ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ نہیں، جیسے اُس دن انہوں نے آپکو کہا تھا کہ۔۔۔  
میڈم اسپیکر۔ next session کیلئے کروادیں؟۔ آپکو سیکرٹری صاحب درخواست آئی ہے؟۔  
سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ اُس دن تو اُس نے کہا تھا کہ میری قرارداد ہے۔  
میڈم اسپیکر۔ میرے خیال میں یہ نئے سوال ہیں۔  
سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ جی ہاں، میں سوال کر لیتا ہوں۔  
میڈم اسپیکر۔ جی۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔  
لیکن minister جو نہیں ہے۔ question No.259.  
اس سوال کو اگلے session کیلئے defer کیا جاتا ہے۔ انجینئر زمرک خان اچھزتی صاحب اپنا سوال  
نمبر 260 دریافت فرمائیں۔  
سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ question No 260

میڈم اسپیکر۔ چونکہ minister local government تشریف نہیں لائے۔ تو یہ دونوں  
سوالات اگلے سیشن کیلئے defer کیے جاتے ہیں۔ انجینئر زمرک خان اچھزتی صاحب اپنا سوال نمبر 272  
دریافت فرمائیں۔ نواب صاحب ابھی تشریف لے آئے ہیں۔  
سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ Question No.272

### 272☆ انجینئر زمرک خان

کیا وزیر ملازمتہاۓ عموی نظم و نق از را کرم مطلع فرمائیں گے کہ سال 2015-16 کے دوران مکمل ملازمتہاۓ  
عموی نظم و نق کی جانب سے بلوچستان پیک سروں کمیشن کو ڈپٹی کمشنز اسٹنسٹ کمشنز اور تحصیلداروں کی کل کتنی  
اسامیاں دی گئیں۔ نیز مذکورہ اسامیوں کی ڈویژن و ارتقیم کی تفصیل بھی دی جائے۔

میڈم اپسکر۔ نواب صاحب! آپکے department کا سوال ہے، انجینئر زمرک خان اچنزی کی طرف سے؟

نواب محمد خان شاہواني (وزیر حکمہ ملازمت ہائے امور نظم و نسق)۔ جواب پڑھا ہوا تصویر کیا جائے۔

### وزیر حکمہ ملازمت ہائے عمومی نظم و نسق

سال 16-2015 کے دوران حکمہ ملازمت ہائے عمومی نظم و نسق نے بیسی ایس ابی ایس 17 (اسٹینٹ کمشنز) کی 41 اسامیوں پر ابتدائی تعیناتی بلوجستان پلک سروس کمیشن کے ذریعے کرنے کی سفارش کی ہے ہر ایک انتظامی ڈویژن کے اسامیوں کی تقسیم / تعین حکومت بلوجستان کی ریکروٹمنٹ پالیسی مجریہ 1991ء کے تحت پلک سروس کمیشن کا کام ہے نہ کہ ایس اینڈ جی اے ڈی کا۔ تاہم ڈویژن کی سطح پر اسامیوں کا تعین اور تشہیر بلوجستان پلک سروس کمیشن نے انجام دیا جو درج ذیل ہیں:

میرٹ 07۔ قلات زون 07۔ ڈوب زون 04۔ نصیر آباد زون 05۔ مکران زون 05۔ کوئٹہ زون 05۔ بی زون 02۔ کوئٹہ سٹی 02۔ خاتمن کوٹ 02۔ اقلیت کوٹ 02۔

ڈپٹی کمشنز کی اسامیاں صرف بذریعہ ترقی پر کی گئی۔ اور اس حوالے سے بلوجستان پلک سروس کمیشن کا کوئی کردار نہیں ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ اس میں۔ no supplementary question.

میڈم اپسکر۔ یہ سوال ننمایا گیا۔ انجینئر زمرک خان اچنزی صاحب اپنا سوال نمبر 275 دریافت فرمائیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ Question No 275

### جواب موصول نہیں ہوا۔

#### انجینئر زمرک خان

273☆

کیا وزیر ملازمت ہائے عمومی نظم و نسق از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اسلام آباد میں وی آئی پیزا اور آفیسر ان کے لیے فلیٹس تعمیر کیے گئے ہیں۔

(ب) اگر جزو الف کا جواب اثبات میں ہے تو یہ فلیٹس کہاں تعمیر کیے گئے ہیں، نیزان کے حصول کا طریقہ کار کرایہ کی تفصیل بھی دی جائے۔

### وزیر حکمہ ملازمت ہائے عمومی نظم و نسق

اس وقت جی 8 ہندروڈ اسلام آباد میں 40 عدیدیلی فلیٹس زیر تعمیر ہیں اور پیمنٹ میں 15 عدیدیل فلیٹس بھی زیر تعمیر ہیں۔ مذکورہ فلیٹس بلوجستان کے آفیسر ان کو دیے جائیں گے، جو اسلام آباد میں ڈپوٹیشن پر تعینات ہیں، اور ان کا کراہی مبلغ 7000 روپیہ ماہانہ ہوگا۔ جبکہ بیچل فلیٹس کا کراہی مبلغ 4000 روپیہ ماہانہ ہوگا۔

وزیر ملائمتہائے امور نظم و نق۔ جواب پڑھا ہوا تصویر کیا جائے۔

سردار صاحب کوئی سخنی سوال ہے؟۔ میڈم اسپیکر۔

سردار عبدالرحمن کھیتران۔ جی میڈم اسپیکر۔ اس میں چھوٹا سا سخنی سوال میری طرف سے ہی بتا ہے کہ یہ

کروڑوں روپے خرچ کیے گئے۔ یہ flats تعمیر ہو رہے ہیں اور کچھ ہوئے ہیں۔ تو منشہ صاحب kindly بتائیں گے کہ انکا اسوقت status کیا ہے کہ آیا یہ complete ہو چکے ہیں؟ کیونکہ ہمارے کچھ لوگ جو بلوجستان سے deputation پر گئے ہوئے ہیں۔ وہ کسی گیست ہاؤس میں پڑے ہوئے ہیں یا کرانے کے مکان میں۔ اور اسلام آباد میں لاکھوں سے کم تو کرانے کا مکان ملتا ہی نہیں ہے۔ یہ کرانے تو میرے حساب سے بہت اچھا ہے جو انہوں نے fix کیا ہے۔ 7 ہزار ہے، 4 ہزار ہے۔ میں appreciate کرتا ہوں۔ تو اس کا

وزیر اعظم صاحب نے تو سالوں سے اس پر بغضہ کیا ہوا ہے۔ XXXXXXXXXX میڈم اسپیکر۔ سردار صاحب! please ذرا۔ غیر پارلمانی الفاظ حذف کیے جائیں۔ سردار عبدالرحمن کھیتران۔

جی۔ تو یہ منشہ صاحب ذرا مہربانی کر کے مجھے بتا دیں؟۔

وزیر ملائمتہائے امور نظم و نق۔ جی ہاں اس میں، اسکے بارے میں کہا گیا ہے، جواب

میں۔ کہ وہ ابھی تک زیر تعمیر ہیں۔ مطلب زیر تعمیر اس طرح ہے، میں نے دورہ بھی کیا ہوا ہے۔ ویسے تو بلڈنگ سارا اعلاء complete furnished کرنا ہے، اسکو۔ اور ہم لوگوں نے بارہا C&W سے یہ کہا ہے کہ یہ ہمارے handover کیا جائے، furnished کر کے تاکہ ہم پھر انکو ان حقدار لوگوں میں الات کیا جائے سب کو۔ تو یہ پوزیشن ہے۔

میڈم اسپیکر۔ نواب صاحب یہ C&W کب تک آپکو انہوں نے کیا assurance دی ہے۔

کب تک آپکے حوالے کریں گے؟۔

جی وہ کہہ رہے ہیں کہ تقریباً اس جون تک، شاید۔ وزیر ملائمتہائے امور نظم و نق۔

میڈم اسپیکر۔ اچھا۔ آپ مطمئن ہیں ان سے؟۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ میڈم اسپیکر! ایک تو ہم گزارش کر کر کے تھک گئے۔ آپ سے گزارش کر رہا ہوں۔

☆ بحکم میڈم اسپیکر XXXXXXXXXX یہ الفاظ کارروائی سر حذف کیر گئے۔

میڈم اسپیکر۔ مائیک میں بات کریں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ یہ sound system۔ ایک تو آپ، نواب صاحب۔ اور ہمارے ڈاکٹر حامد صاحب۔ خاص کر جب بھی فلور پر ہوتے ہیں، ہماری سمجھ میں پچھنہیں آتا ہے۔

میڈم اسپیکر۔ سردار صاحب ایسی بات نہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ تواب میں اسی سلسلے میں token strike کر کے ادھر قائم پر بیٹھتا ہوں کہ kindly with your permission اسکا۔ چاہے ہم لوگوں کی تجوہیں ایک مہینے کی لے لیں، اگر فنڈ نہیں ہیں۔

میڈم اسپیکر۔ سردار صاحب! اسکی میں آپ کو بتا دیتی ہوں۔ دیکھیں پچھلے باقی جو ہمارے اسپیکر بھی گزرے ہیں۔ انہوں نے بھی اس پر کیا ہے۔ یہ ایک technical مسئلہ یہ۔ ہم نے ایک کمپنی ہے جو کہ already send ہے میں اس نے کام کیا ہے۔ اور بہت اچھا کیا ہے۔ ہم نے ان سے کہا۔ انہوں نے ہم سے ایک مہینے کا تائم مانگا ہے۔ مجھے آئے ہوئے بھی ایک مہینہ، پندرہ دن ہوئے ہیں۔ انہوں نے ہم سے ایک time estimate مانگا۔ میں نے اسکا سارا دورہ کرالیا ہے۔ اور اب انہوں نے ہمیں senior parliamentarian ہم اپنی کمیٹی سے approve کرائے۔ دیکھیں! آپ کو پتہ ہے آپ خود ہیں procedure time میں گلتا ہے۔ تو جیسے ہی ہمیں release ملے گی، تو ہم اس پر فوری کام شروع کریں گے۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ میں اپنی جو وہ ہے۔ میں نہیں سمجھا ہوں۔

نواب صاحب کے۔ مطلب کب تک complete ہونگے؟۔

میڈم اسپیکر۔ نواب صاحب نے کہا کہ جون میں C&W کو ہم نے کہا ہے کہ ہمیں handover کر دیں۔ جون تک۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کو کب تک C&W handover کریگا۔ انہوں نے کہا جون تک assurance کرائی ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں تاکہ جب ہمیں handover ہوگا ہمارے department کو۔ تاکہ ہم تمام جو بھی لوگ ہیں انکو allot کریں گے۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ O.K اسی کے ساتھ ساتھ میڈم اپسیکر! یہاں بھی میرا خیال ہے یا میں پر اے

ہائل کے back side پر بھی کوئی parliamentarians کیلئے کوئی لا جزاں رہے ہیں۔

میڈم اپسیکر۔ جی، میں پر اے ہائل میں۔۔۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ اسکا بھی status اگر منظر صاحب تھوڑا سا ہم دوستوں کو۔

میڈم اپسیکر۔ اسکے لیے آپ fresh سوال نہیں لائیں گے؟۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ اس سے ملتا جلتا، میں ویسے ہی پوچھ رہا ہوں۔ اگر آپ کے علم میں ہے تو

kindly بتاویں۔ ہم ساتھی جو اس وقت ہیں۔ یہ ہمارے رہائش کیلئے ہو گا یا 2018ء کے بعد جونے آنے والے ہیں ان کیلئے ہو گا؟۔

وزیر یحکمہ ملازمت ہائے امور نظم و نق۔ میڈم اپسیکر میرا خیال ہے کہ یہ اسے میں آتے ہیں، ہمارے اس میں نہیں آتے ہیں۔

میڈم اپسیکر۔ ٹھیک ہے۔ یہ ایس اینڈ جی اے ڈی کے نہیں ہیں یہ اسے میں آتے ہیں۔ تو پھر وہ آپ ہی بتائیں گی؟۔

میڈم اپسیکر۔ جی ہاں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ ٹھیک ہے۔

میڈم اپسیکر۔ Thank you۔ وفقہ سوالات ختم۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ میڈم اپسیکر!

میڈم اپسیکر۔ جی۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ اس دن آپ نے رو لگ دی تھی جو health کے میرے questions

تھے۔ وہ آپ نے آج کیلئے رکھ رکھے تھے۔ ادھر کچھ بھی نہیں ہے table پر۔ آپ نے defer کیے تھے آج کیلئے؟

میڈم اپسیکر۔ سیکرٹری صاحب! نہیں 2 سوال پندرہ تاریخ کیلئے تھے۔ وہ کہہ رہے ہیں next

session کیلئے کرایے ہیں تاکہ وہ جواب تسلی سے لے آئیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ نہیں نہیں۔ میڈم آپ کی رو لگ تھی۔ آپ نے کہا تھا کہ 15 تاریخ کو آپ

ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں۔ رحمت صاحب! ویسے 15 تاریخ کیلئے ہوئے تھے ناں۔

رحمت علی صاحب بلوچ (وزیر مکملہ صحت)۔ جی۔

میڈم اسپیکر۔ جی مجھے یاد ہے۔ میں نے پندرہ تاریخ کو کہا تھا۔ یہ میرے خیال میں کوئی mistake ہو گئی۔

سردار عبدالرحمن کھیتران۔ جی آپ نے 15 کا کہا تھا۔ رحمت صاحب! وہ جو 12 تاریخ والے تھے۔ اُس دن میڈم اسپیکر کی رولنگ آئی تھی کہ 15 تاریخ کو۔ پہلا میرا Question تھا۔ پھر دوسرے کو بھی میں نے کہا اُسی کے ساتھ۔

وزیر مکملہ صحت۔ جی رولنگ آئی تھی۔ لیکن یہاں سے کوئی لیٹر پھر department کو نہیں گیا ہے۔ یا اسمبلی سے دوبارہ پندرہ تاریخ کو آجائیں۔

میڈم اسپیکر۔ سردار صاحب! میرے خیال میں یہ misunderstanding ہو گئی۔ وہ زمرک خان کے بھی تھے۔ اُنکے ہم نے اگلے سیشن کیلئے کیے۔ اور انکی 15 تاریخ کیلئے۔ میرے خیال میں یہ رولنگ میں غلطی ہو گئی ہے۔ تو میں ابھی رولنگ دیتی ہوں۔ 18 تاریخ کیلئے میں اسکور کھتی ہوں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران۔ ٹھیک۔ رحمت صاحب! 18 تاریخ کیلئے پھر kindly ابھی آپ۔ میڈم اسپیکر۔ سیکرٹری صاحب!

وزیر مکملہ صحت۔ اسپیکر صاحب رولنگ دے رہی ہیں۔ سیکرٹری اسمبلی بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ لکھیں ناں میرے department کو۔

سردار عبدالرحمن کھیتران۔ رولنگ دے دی ہے۔

وزیر مکملہ صحت۔ رولنگ دے دی ہے۔ یہاں سے لیٹر جایگا رولنگ کے حوالے سے۔

سردار عبدالرحمن کھیتران۔ ٹھیک ہے، agreed۔

میڈم اسپیکر۔ رحمت صاحب! وہ بات کر گئے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ سیکرٹری صاحب! 18 تاریخ کیلئے please۔ یہ جو سردار عبدالرحمن کھیتران صاحب کے Questions ہیں، اُنکے answer کیلئے آپ letter لکھیں 18 تاریخ کیلئے۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

رخصت کی درخواست۔

میر امان اللہ نو تیزی صاحب نے فون پر اطلاع دی ہے کہ موصوف

اپنے حلقہ انتخاب کے دورے پر جانے کے باعث آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔  
الہمند انہوں نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔  
میدم اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کیجاے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔  
آغا سید لیاقت علی صاحب اپنی تحریک التوانہ 4 پیش کریں۔  
وزیر یحکمہ صحت۔ میدم اسپیکر! اگر آپ مجھے 2 منٹ دیں گے۔ میں ایک information دے دوں  
اپنے department کے حوالے سے۔

میدم اسپیکر۔ آپ point of order پر ہے؟

وزیر یحکمہ صحت۔ Personal explanation پر لے لیں۔

میدم اسپیکر۔ جی۔

وزیر یحکمہ صحت۔ مطلب اہم عوامی اہمیت کا مسئلہ ہے۔ جس طرح میدم اسپیکر! آپ کو بھی پڑھے ہے۔  
2005ء کو ہم لوگ ادھر MPAs تھے، ممبر تھے اسمبلی کے تو ایک کڈنی سنیٹر کے نام پر ایک hospital کو بنایا گیا تھا۔ جس کو فاطمیدڑست کے حوالے کیا گیا۔ جو کہ کافی حد تک ہم نے احتجاج کیا کہ فاطمیدڑست کو، اسکو نہیں دیا جائے۔ کیونکہ یہ تمام صوبوں میں ورک رویفائر بورڈ سے جو بنائے گئے ہیں کڈنی سنریا کڈنی ہاسپیٹ۔ لیکن زبردستی ناجائز طور پر ایک ایسے ٹرست کے حوالے کیا گیا۔ وہ صرف blood transfusion اور blood bank چلاتا ہے کراچی میں فاطمیدڑست۔ جو کہ آغا خان اور لیاقت نیشنل میں اُسکے یہ blood بھی کوئی قبول نہیں ہیں۔ لیکن زبردستی دیا گیا۔ پھر 2015ء مارچ کو Honorable high court کے حکم پر health department کے حوالے کیا گیا۔ میں تمام honorable members کو بلکہ بشوول آپ کو as chair کے، آپ ایک visit بھی رکھ دیں تمام MPAs کا۔ آپ کو یاد ہے ہم نے پارلیمانی کمیٹی نے 2005ء کو جب visit کیا تھا۔ یہ بھی زیادتی کی گئی تھی، وہاں کرائے کے beds کو patients پر سلاۓ گئے تھے۔

میدم اسپیکر۔ تبادل کے؟

وزیر یحکمہ صحت۔ جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی زیادتی تھی۔ لیکن آج کے اس hospital کا نام ہم نے بنوک۔ بنوک ایک براہوئی لفاظ ہے۔ جو سُننے کو کہتے ہیں۔ اور مطلب بلوچستان انسلیٹیوٹ میفر و پرو لو جی کے نام سے اسکو بنوک کہتے ہیں۔ اور اسکو باقاعدہ طور پر 2015ء کا یکٹ جو اسمبلی سے pass ہوا، اکتوبر کے

مبینے میں۔ ذمہبر کو notify ہوا۔ honourable governor کی طرف سے۔ اور اسکو حتمی شکل میں۔ اسکا جو بورڈ آف گورنر ہے۔ اُسکے through ہم نے پانچ دن پہلے، جس کو حتمی شکل دیا گیا ہے۔ یہ State of the Art Hospital hospital ہے جہاں گردوں کی transplantation ہوتی ہے۔ اُس دن میں نے میڈیا کو بھی بریفنگ دی تھی۔ اور میں نے یہ بھی کہا تھا کہ عنقریب اُسکی inauguration کیلئے ہم جارہے ہیں۔ اُسکی جتنی strength تھی۔ پروفیسر، ایسوں ایٹ پروفیسرز، سپیشلیست، سرجن، نسٹھیٹ، پیر ایمڈ کس۔ تمام پوسٹوں کی، بہمول ایک کے اچھے خاصے ایک ارب روپے بجٹ کی منظوری دیدی گئی۔ جسکو یہ ایک autonomous body ہو گا۔ اُسکی اپنی ایک آزاد حیثیت ہو گی، اس ادارے کی۔ اُسکی اپنی چیف ایگزیکٹو انی ب اختیار ہیں کہ اس ادارے کو چلانے کیلئے۔ اُسکے پاس جو ضرورت ہو گی، پھر یہ بورڈ کے different through، ہم نے ریٹائرڈ سیکرٹری کو 2 department میں موجودہ دوسرے finance secretary، throughy Board of Governors honourable MPAs کے کے ممبر ہونے کا اقتدار رکھ دیا ہے۔ بلکہ میں دعوت دیتا ہوں تمام ممبرز کو۔ بلکہ آپکے through اگر ورنگ ہو۔ ایک date کی میں تاکہ اس ادارے کا visit کریں۔ یہ state of the art اور بلوچستان کے عوام کیلئے ایک تھنہ ہے، یہ ادارہ، یہ ایسٹیٹ گردوں کا۔ Thank you.

میڈم اسپیکر۔ thank you very much. جی۔ جی۔

جناب نصراللہ زیرے۔ میڈم اسپیکر! رحمت صاحب نے جوابات کی کڈنی سنتر کے حوالے سے۔  
میڈم اسپیکر۔ نصراللہ صاحب! میں نے آپکو فلورنیں دیا ہے ابھی تک please۔ میں نے آپکو فلورنیں دیا ہے، ایک منٹ۔ جی۔ سردار صاحب۔  
سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ میڈم اسپیکر! ایک تو home thank you very much.

کو متوجہ کرو گا۔ اُس دن میں نے ایک point raise کیا تھا۔  
میڈم اسپیکر۔ سردار صاحب! اگر آپکا اسی حوالے سے Point ہے۔ تو میں کہتی ہوں کہ اُسی حوالے سے کرتے ہیں۔  
سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ نہیں اُس حوالے سے نہیں ہے۔ میں point of order پر کہنا چاہتا ہوں۔  
میڈم اسپیکر۔ تو میں پہلے انکو موقع دے دیتی ہوں۔ تاکہ وہ بات کریں۔

سردار عبدالرحمن چیزران۔ جی، بالکل please۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ نصراللہ زیرے صاحب!

جی میں تجویز آپکی بات۔

جناب نصراللہ زیرے۔ ایسا ہے کہ جس Thank you Madam Speaker.

طرح رحمت صاحب نے کہا کہ کل سنٹر کا باقاعدہ ہم نے law pass کیا۔ اور اسکے بورڈ آف ڈائریکٹرز یا بورڈ آف گورنر میں کوئی نہیں کے 2 ایم پی ایز ہیں۔ جس میں شاید ایک طاہر محمود صاحب ہے۔ ایک ہماری پارٹی کی طرف سے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ اسکے جتنے بھی معاملات ہیں وہ بورڈ آف گورنگ باؤڈی میں وہ طے ہونے چاہیے۔ جب ہم جائیں گے وہاں بورڈ کے مینگ میں۔ اسکے معاملات اس میں طے ہونی چاہیے جو بھی معاملات ہوں۔ میں یہ request کروں گا۔

میڈم اسپیکر۔ یہ ایسا ہی ہوتا میرے خیال میں۔

وزیر یحکمہ صحت۔ دیکھیں! اسے دو nominations ہوئے ہیں۔ اس میں طاہر محمود صاحب ہے اور پرس احمد علی صاحب ہے۔ بورڈ کے ممبر ہیں، جو ہم نے telephonic رابطہ کیا۔ طاہر محمود صاحب کوئی نہیں سے باہر تھے۔ پرس احمد علی صاحب بھی باہر تھے۔ لیکن کورم ہمارا پورا تھا۔ جو فیصلے ہوئے ہیں، اسی بورڈ نے کیے ہیں۔ کسی ایک کی اختیار نہیں ہیں۔ جب کسی بورڈ کا کورم پورا نہیں ہے۔ اسی میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا ہے۔ جو کہ ہماری کورم پورا تھی۔ دونوں ایم پی ایز نہیں تھے۔ بحیثیت چیئرمین بورڈ کا میں ہوں as a minister اور میں موجود تھا۔ اور یہ nomination ہوا اُسوقت جب قدوں بنجو صاحب اسپیکر تھے۔ اسی نے کیا یہ nomination۔

میڈم اسپیکر۔ رحمت صاحب! میں آپ سے ادھریہ بات پوچھنا چاہوں گی کہ جب Board of Governor's کے فیصلے ہوتے ہیں تو پھر آپ minutes، جو ممبر نہیں آئے ہوتے ہیں۔ ان سے آپ سمجھتے ہیں۔ تاکہ ان فیصلوں کی توثیق ہو۔ minutes

وزیر یحکمہ صحت۔ ہم نے طاہر صاحب سے بار بار رابطہ کیا۔ وہ minutets! نکے سامنے ہم لاں گے سارا۔ (مدخلت)۔ اسکے signatuers کے بغیر نہیں ہوگا۔

جناب نصراللہ زیرے۔ ہم نے اُسوقت اسپیکر صاحب سے بات کی تھی۔ تو Acting Speaker صاحب تھے۔ تب بھی اس نے کہا کہ ہم pass کریں گے۔ چونکہ کوئی سے پشتو نخواہی عوامی پارٹی کے چار MPAs ہیں۔ تو اس لیے خضدار انجینئرنگ یونیورسٹی میں وہاں کے ایم پی اے صاحبان، سردار اسلام

بزنجو، نواب شاء اللہ زہری صاحب اُسکے ممبرز ہیں۔ لہذا کلذنی سنٹر میں بھی ہماری پارٹی کا ایک ممبر ہونا چاہیے۔ اور ہماری پارٹی نے اپیکر صاحب کو نام بھی دیا تھا۔ لیکن اُس نے Corrigendum پاس نہیں کیا۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی فیصلے ہیں اُس اجلاس میں ہونے چاہیے۔ جس میں دونوں ایم پی ایز اُس میں موجود ہوں گے۔ میڈم اپیکر۔ ٹھیک ہے۔

جناب انصار اللہ زیرے۔ اب اگر ہوئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں یہ ٹھیک بات نہیں ہے۔ میڈم اپیکر۔ یہ point well taken۔ طاہر صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں کیونکہ آپ ممبر ہیں اس کے؟۔

جناب طاہر محمود خان۔ میں رابطے میں تھا۔ میں وہاں visit بھی کر چکا ہوں، رحمت صاحب کے ساتھ۔ اور اتفاق سے میں اُس دن تھا نہیں۔ لیکن میں رابطے میں رہا ہوں۔ اور میرا بندہ بھی وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ ابھی بھی میری کچھ دیر پہلے اُن سے بات ہوئی۔ تو انشاء اللہ آپ تسلی رکھیں کہ بورڈ کے جو فیصلے ہونگے اُس پر وہی implement ہونگے۔

میڈم اپیکر۔ ڈاکٹر صاحب کچھ کہنا چاہے ہے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔ میڈم thank you very much۔ میں زیرے صاحب کی بات کو endorse کرتا ہوں۔ کیونکہ جتنے بورڈ زہم نے بنائے ہیں۔ وہاں کے ایم پی اے کو شامل کیا ہے۔ اول حل یونیورسٹی میں، وہاں کے نمائندے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جو بورڈ یہاں کوئی میں بن رہا ہے۔ اُس میں زیرے صاحب، وہ صحیح کہہ رہا ہے۔ یہاں کوئی کے ہوں تو تزویادہ بہتر ہوگا۔ Thank you۔

میڈم اپیکر۔ میں اس پر۔ آپ لوگ چیپر میں آجائیں گا اس پر ہم چیپر میں بات کر لیں گے (وزیری چکھے صحت)۔ 25 مارچ سے جو تمیں handover ہوا ہے اُس کے بعد ابھی پیرامید میڈم سے لیکر تمام ڈاکٹرز salary کے。 اچھا جو ملازمیں ہیں جو فاطمیہ ٹرست کے ساتھ کام کرتے وہ لوگ گئے تھے honorable Court اُس نے بھی ایک حکم دیا ابھی بورڈ کا مینگ due تھا۔ مطلب ایک پونٹ یہی تھے کہ ہم نے اُن کو باقاعدہ طور پر allow کیا کہ ان کی salary ہو اور اکثریت تھی بورڈ کی اور وہ minutes جو ممبر یعنی جو ممبر nominated تھے میں یہ پانیں ہم نے لکھا تھا اسمبلی کو۔ اُس نے nominate کیا ابھی اس کو آپ review کرو گے وہ الگ بات ہے۔

میڈم اپیکر۔ رحمت آپ کا point آگیا۔ نہیں آپ چیپر میں تشریف لے آئیں ہم اس پر ڈاکٹر

صاحب آپ نصراللہ زیرے اور طاہر صاحب آپ please چیبر میں تشریف لا میں، ہم اس پر بات کریں گے۔ جی ڈاکٹر رقیہ صاحبہ

ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی - Thank you میڈم اسپیکر صاحبہ یہ جو ابھی زیرے صاحب بات کر رہے ہیں میں اس کی بات کو induce کرتی ہوں، ہم ڈاکٹر زوگ ہیں یہاں دو ڈاکٹر بیٹھے ہوئے ہیں ان ڈاکٹرز کی نمائندگی تو ہونی چاہیے اور جب کوئی سے تعلق رکھتے ہیں شاید وہ اس انسٹیٹیوٹ کو بہتر انداز میں رہنمائی کر سکیں یہ میں کہنا چاہوں گی اس میں کسی کی دل آذاری والی بات نہیں ہے۔ we are professional اور جو ادارہ ہم نے بنایا ہے اس میں professional لوگ اس میں آنا چاہیے۔

ڈاکٹر صاحبہ اس پر ہم چیبر میں بات کر لیں گے اور طاہر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم بھی مجرم ہیں، ہمیں بھی پورا حق ہے ہر کمیٹی میں نہیں نہیں آپ کے competency پر کسی کوشش نہیں ہے۔ ڈاکٹر حامد خان اچکزائی صاحب۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزائی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات و بیڈی اے)۔ میڈم اسپیکر بڑی مہربانی آپ کی میں رحمت صاحب کی توجہ چاہتا ہوں۔ تو معزز رکن رحمت صالح بلوچ نے جو بات کی ہے یہ ہماری تقریباً چھ یا سات سال کی جدوجہد کے بعد ہوا ہے۔ یہ کٹنی سیشن تھا اور اس میں ہر speciality تھی یعنی پرمول پرائیویٹ مریضوں کے اور کٹنی کا ایک بھی ڈاکٹر وہاں appoint نہیں تھا نہ وہاں ڈائیالائسیس کا بندوبست تھا اور نہ transplant کا بندوبست تھا۔ تو ہماری حکومت کی ترجیحات میں پہلی cabinet میٹنگ میں ڈاکٹر مالک صاحب سے بات ہوئی تو ہم لوگوں نے اس کو فاطمید سے الگ کر کے اپنی تحویل میں لے لیا ہے یہ ہر قسم کے دور میں۔ دوسری بات جو ڈاکٹر رقیہ ہاشمی نے کیا یہ بات آپ کے نوٹس میں لاوٹاگ سابق چیف منستر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں لیڈی ڈینفرن ہسپتال، یہاں consultant کی appoint ہو رہی تھی، وہاں پر qualify already گا نما کا وجہ ignore کر کے FCPS junoir کو لیا گیا جو FCPS میں نے ان کام کر رہی تھی۔ ایک unemployed، qualified، یا if si پی ایس کو ignore کی میں نے ان سے بھی ذکر کیا اور چیف منستر سے بھی ذکر کیا، پھر چیف منستر نے ان کو بھی کہا انہوں نے کہا کہ میں تو ڈاکٹر ہوں اُس نے کہا آپ جو نیز ڈاکٹر ہیں ایک بی بی ایس how could you decide for FCPS and MCPS. There should have been a very qualified persons sitting

on there.

**میڈم اسپیکر۔** ڈاکٹر صاحب relevant نہیں ہے please اگر آپ۔

وزیر یحکمہ منصوبہ بندی و ترقیات و بی ڈی اے۔ بات انہوں نے کی ہے، اب یہ کہتی ہے کہ اُس میں ڈاکٹر ہونا چاہیے نہ اُس میں صرف لیڈی۔ آپ کے نوٹس میں لاتا ہوں، آپ کریں لیڈی ڈفرن ہسپتال میں بھی ایم پی ایز بھی ہونی چاہیے۔

**میڈم اسپیکر۔** ڈاکٹر قیہ ہاشمی صاحبہ ممبر ہے ہمارے لیڈی ڈفرن ہسپتال میں۔

وزیر یحکمہ منصوبہ بندی و ترقیات و بی ڈی اے۔ ایک اور ہونا چاہیے۔ اگر اُس کی appointment ہو تو کم از کم qualify آدمی ایف سی پی ایس، پروفیسر زکو بلا کے وہ انتظار یو غیرہ کریں۔

**میڈم اسپیکر۔** میرے علم میں ہے کہ جو اس وقت ہے وہ بھی بہت qualified ہے اور بلوچستان میں اُن کی بڑی خدمات ہیں۔ ڈاکٹر حامد میں پوچھ لوں گا۔ اُس میں کوئی بھی qualified آدمی نہیں ہے ایف سی پی ایس، پروفیسرز، نسلیتیں کو جو نیز ڈاکٹر اور non doctors فیصلہ کرتے ہیں۔ اس میں پروفیسرز کا ہونا بہت ضروری ہے۔ جی۔ ڈاکٹر صاحبہ۔

Thank you.

**ڈاکٹر قیہ سعید ہاشمی۔** میں اپنے colleague ڈاکٹر حامد اچزنی صاحب کی بات کا جواب دینا چاہوں گی regarding لیڈی ڈفرن ہسپتال۔ لیڈی ڈفرن ہسپتال گزشتہ کئی سالوں سے حکومت بلوچستان کے اس سے کوئی فنڈنگ نہیں ہے وہ independent ادارہ ہے اور اُس میں پچھلے میرے خیال میں 100 سال سے بلوچستان کے جو بزرگ اور بڑے قسم کے جواگ ہیں وہ بورڈ کے ڈائریکٹرز ہیں جہاں تک انہوں نے ذکر کیا ہے کہ جی ہم نے ایک ڈاکٹر۔ میں اُس ڈاکٹر کی تقدیردان ہوں اُس کی ڈگری ہے۔ ڈگری اور پرکیلیٹس میں بہت فرق ہے۔ ہم نے بورڈ نے فیصلہ کیا۔ ہم پوری بورڈ بیٹھی تھی کہ جی اُس ڈاکٹر کو لائیں وہ بہت qualified ہے مگر اُس کا practical experience نہیں ہے medical officer She is working as a medical officer ہمیں لیڈی ڈفرن ہسپتال میں جو کہ اس وقت حکومت بلوچستان کے فنڈنگ پر نہیں چل رہے ہیں اپنا own fund Jenrette کرتا ہے۔ ہم اتنے independent ہیں کہ ہم ایک qualified تیس سال کے تجربے سے گائنا کا لو جست کو جو بلوچستان میں خدمات ہیں ہم نے کمیٹی نے متفقہ طور پر اُس کو owner کیا وہ آج تک independently اُس سے اپنا ہسپتال کا بجٹ چلا رہی ہیں Thank you very much میڈم اسپیکر۔ ڈاکٹر صاحبہ میں خود بھی اُن ڈاکٹر صاحبہ کو جانتی ہوں اُن کے بڑے خدمات ہیں بلوچستان

کیلئے۔ جی سردار عبدالرحمن کھیتران صاحب۔ Thank you very much.

سردار عبدالرحمن کھیتران۔ شکریہ میدم اپسیکر۔ میں جب آفیشل گیلری کی طرف دیکھتا ہوں پھر میں آپ کو چھوٹا joke سا کیلئے۔ میں بلکہ ایک واقع ہے اُس وقت ہم کالج میں پڑھتے تھے ڈیرہ غازی خان میں اُس کا میدم اپسیکر! ایک چوک ہے جسے کمیٹی چوک کہتے ہیں تو ایک آدمی گھروالی کولا یا سودا سلف کیلئے وہ shutter cock اُس کا برقعہ تھا اُس نے کمیٹی چوک میں اُس نے کہا تم بیٹھو میں بازار سے سودا لیکر آتا ہوں۔ یہ ہماری آنکھوں کے سامنے یہ واقعہ ہوا وہ گیا سودا سلف لیکے جب واپس آیا تو چھوٹی دیوار تھی اُس نے دیکھا تو وہ خاتون برقعہ اوپر کر کے خوب نظر کے کر رہی تھی جب اُس نے اپنی شوہر کو دیکھا تو یکدم برقعہ نیچے کر لی اور سودا کھکھل کر پھر چلا گیا۔ اُسکو بڑا دُکھ ہوا و تین دفعہ اُس نے کیا اور وہاں جوں پر رہے تھے۔ آخر میں وہ آیا اُس نے اپنے بیگم کا برقعہ اُتار کے ہم لوگوں کے سامنے اُس کو ماچس لگادی کتم تو مجھ سے پردہ کر رہی ہو، یہ اتنی بر قعہ کی تکلیف کر رہی ہو۔ مجھ سے پردہ کیا ہے میں تو تمہارا شوہر ہوں۔ آج CM صاحب تشریف نہیں رکھتے اب اُس طرف دیکھیں مجھے تو کوئی سکرٹری صاحبان ایک سوٹ میں بیٹھے ہیں اُس کو تو شاید میں نہیں جانتا۔ باقی تو کوئی۔ حاجی صاحبان مجھے نظر آرہے ہیں بہت۔ اب جب CM صاحب یہاں تھے تو سب تشریف رکھتے تھے۔ آج خیر خیریت ہے، میدم اپسیکر اس معزز ایوان کا ایک لقدس ہے اور آپ کی رو لنگ ہے اب میں آج اس point of order پر پولیس کے بارے میں بات کرنا چاہا ہوں کچھ بھی نہیں ہے تو اس میں kindly ہوم منستر صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ اگر یہ آفیشل گیلری CM صاحب کو دیکھانے آتی ہے تو جب CM صاحب تشریف نہیں لائیں گے تو میرے خیال میں پھر بھی حال رہیگا۔ پھر ہم لوگ یہ جو 65 کا ایوان ہے اس کا کوئی لقدس نہیں ہے۔

میدم اپسیکر۔ نہیں۔ thank you سردار صاحب آپ نے نشاندہی کی۔ جی عبدالرحیم زیارت وال۔ سردار صاحب میں اس پر رو لنگ دے رہی ہوں کہ please یہاں سے بھیجا جائے۔ تمام سکرٹریز جو ہیں جب اسمبلی کے اجلاس ہیں تو وہ اپنی حاضری کو یقینی بنائیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران۔ میں آپ کو appreciate Thank you very much کرتا ہوں کہ چھوٹے سے عرصے میں جب سے آپ اپسیکر بنی ہیں ہمیں کچھ اچھا ماحول لگ رہا ہے باہر کا۔ کوئی discipline نظر آرہا ہے۔ جیسے لوگوں کے گن میں بندوقیں لیکے اندر پھر رہے ہوتے تھے۔ اب ایک discipline ہے ہمیں کچھ لوگ وردی میں نظر آتے ہیں جو آپ کا staff ہے لہذا میں آپ کے اس اقدام کو appreciate کرتا ہوں اور مزید بھی فعالیت کیلئے میں۔ میدم اپسیکر! چونکہ پولیس کی نمائندگی مجھے یہاں نظر

نہیں آرہی تو ہوم منستر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک تو میں ہوم منستر صاحب آپ کی توجہ دلا ڈنگا کہ اُس دن جب میں نے 25 گلوں کا ذکر کیا تھا۔ ابھی میں پرنسپل سیکرٹری صاحب کے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ ٹی وی پرو ہ پیدل چلتے ہوئے ڈیرہ غازی وہی 25 گوں لے پہنچ گئے اور کچھ اُس کے ساتھ باقی کارتوس وغیرہ بھی پہنچے ہیں اور ایک ہینڈ گر نیٹ پہنچا ہے اور کوئی ٹرک ڈرائیور ہے وہ بے چارہ، ایک مارا گیا باقیوں کا پتہ نہیں ہے ان کے ساتھ کیا ہوا۔ جو سلسلہ ہوا تھا وہ گولے میرے خیال میں پنجاب تک تشریف لے گئے اب پتہ نہیں کہ اُس کی کیا پوزیشن ہے پھر آپ خود اُس پر۔ آپ نے کہا تھا کہ میں SHO کی inquiry کراوائگا۔ وہ بدستور وہاں ایس ایج اور ہے میرے صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ یہ میں اس معزز ایوان کا تھوڑا اسا up-to-date کر رہا ہوں اُس سلسلے میں۔ میڈم اسپیکر! ہمارے یہاں۔ یہ point میں نے پہلے بھی raise کیا تھا بلکہ آج میں بڑے افسوس سے کہتا ہوں کہ جو ہوم منستر صاحب نے اس فلور پر یقین دہانی کرائی تھی کہ ہم اس پولیس کے بارے میں، ہمارے آفسرز 25,25 سال سے بیٹھے ہوئے ہیں اس کی کوئی promotion نہیں ہیں۔ اور انہوں نے یقین دہانی کرائی تھی کہ ہم اگلے سیشن میں اُس کے بعد دو یا چار سیشن ہو چکے ہیں آج تک اُس کی کوئی قانون سازی نہیں ہوئی ہیں۔ ہمارے اسپکٹر بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے ڈی ایس پی حضرات بیٹھے ہوئے ہیں 25,25 سال 28,28 سال اُن کی سروں ہو گئی ہے۔ بہت زیادہ آفسرز ہو رہے ہیں ہر جگہ پر دیکھے فلاں میں اگر آگے جاؤ تو کافی لوگ ناراض ہونا شروع ہو جائیں گی اُن کی قویت آگے لگی ہوئی ہیں۔

میڈم اسپیکر۔ سردار صاحب اس کے اوپر آپ کوئی قرارداد لائیں۔ point of order پر نہیں۔ سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ قرارداد نہیں۔ اس پربات ہو چکی ہے آپ اپناریکار ڈنکلوائیں سیکرٹری اسمبلی کو حکم دے دیں کہ آپ کی اس chair کی رو لگ ہے اس پر کہ ایک مہینے کے اندر اندر یہ قانون سازی کر کے وہ بل وہ قانون ادھر table کر لینے اب پتہ نہیں اُس میں کیا رکاوٹ ہے یہ ہوم منستر صاحب ادھر بیٹھے ہوئے ہیں آپ نے میرے خیال میں آپ کو یاد ہو گا آپ نے یہ floor of the House کہا تھا کہ میں ایک مہینے کے اندر اندر قانون سازی پھر اُس میں لیٹر بازی شروع ہو گئی۔ یہ کرتے کرتے اب ہمارے ڈھائی سال تو گزر گئے باقی دو سال بچتے ہیں دو سال بھی۔۔۔

میڈم اسپیکر۔ سردار صاحب آپ کا پوائنٹ آگیا۔ ہوم منستر صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔ منستر صاحب آپ کو جواب دینا چاہتے ہیں۔

میر سرفراز احمد گلشی (وزیر حکومتہ داخلہ)۔ جس طرف سردار صاحب نے نشاندہی کروائی تھی اس میں کوئی شک نہیں

بہت اہم issue ہے۔ میں unfortunately confess کرتا ہوں کہ جس رفتار سے کام ہونا چاہیے تھا جس رفتار سے میں نے فلور پر کہا تھا، کیوں کہ جب federal government جس issue میں involve ہوتی ہے وہاں کچھ constitutional issues ہوتے ہیں۔ ہم ضرور تمام چیزیں سامنے لے آؤں گا، اور اگر میں بے بس ٹھہرا تو وہ بھی اس ایوان کے سامنے رکھ دوں گا۔

میدم اپسیکر۔ جی آغالیات صاحب۔

آغازیں لیا قلت علی۔ میدم اپسیکر مجھے اجازت دیں کہ میں تحریک التوانہ 4 کو قرارداد کی شکل میں لے آنا چاہتا ہوں کیونکہ اس میں تین چار چیزیں تھیں۔ آفس نے شاید اسکو separate ہے تو مجھے اجازت دی جائے کہ میں اس تحریک التوانہ کو قرارداد کی صورت میں لے آؤں۔ تحریک التوانہ 4 میدم اپسیکر۔ جی ٹھیک ہے۔ چونکہ محرک نے اپنی تحریک التوانہ کو واپس لیا ہے اور وہ چاہئے ہیں کہ اسکو قرارداد کی شکل میں لائی جائے تو 18 تاریخ کے اجلاس میں قرارداد کی شکل میں پیش ہوگی۔

سرکاری کارروائی براءے قانون سازی۔

میدم اپسیکر۔ جی سرکاری کارروائی براءے قانون سازی۔ بلوچستان پیلک سروس کمیشن کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2015ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2015ء) کا پیش کیا جانا۔ وزیر ملازمتہاۓ عمومی نظم و نسق! بلوچستان پیلک سروس کمیشن کا ترمیمی مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2015ء (کے متعلق تحریک پیش کریں۔ تحریک پیش ہوئی۔

جناب نصراللہ خان زیرے۔ جی اسکو متعلقہ اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

میدم اپسیکر۔ جی ابھی تک exemption کی بات نہیں آئی تھی اسیلے میں خود بھی ذاتی طور پر سمجھتی ہوں کہ جب اسٹینڈنگ کمیٹی آ جائیں تو exempt نہیں کر جانا چاہیے thank you۔ میں اسیلی کے قواعد و انصباط کا رجسٹر 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تحت اس Bill کو متعلقہ مجلس قائدہ کو ان ہدایات کے ساتھ پرداز کرتی ہوں کہ متعلقہ کمیٹی مورخہ 18 فروری 2016ء کی نشست میں اس Bill کے متعلق اپنی رپورٹ پیش کریں۔ ہم چاہیے ہیں، کیونکہ یہ Bill بہت دفعہ پیش ہو چکا ہے اور اسٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگز جو ہیں کافی اُنکی unfortunately زیادہ slow اُنکی وہ ہے تو میں چاہتی ہوں کہ اسکو جلد از جلد پیش کیا جائے کیونکہ یہ ہمارے لیے قانونی ضرورت بھی ہے۔ قائمہ کمیٹی کا ایوان میں پیش کیا جانا۔

چیزیں میں مجلس قائدہ بر مکملہ داخلہ، قبائلی امور، جیل خانہ جات اور صوبائی ڈی اسٹریمنجمنٹ انتخابی تحریک

پیش کریں گے کہ بلوچستان ساؤنڈ سسٹم (ریگولیشن) کا مسودہ دقاون 2015ء کا مسودہ قانون نمبر 23 مصروف 2015 کی بابت رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 15 فروری 2016ء تک توسع کی منظوری دی جائے۔

آغازیں لیاقت علی۔ میں چیئرمین مجلس قائمہ بر مکملہ داخلہ، قبائلی امور، جیل خانہ جات اور صوبائی ڈیز اسٹریمنجنٹ اتحاری تحریک پیش کریں گے کہ بلوچستان ساؤنڈ سسٹم (ریگولیشن) کا مسودہ دقاون 2015ء کا مسودہ قانون نمبر 23 مصروف 2015 کی بابت رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 15 فروری 2016ء تک توسع کی منظوری دی جائے۔

میڈم اسپیکر۔ تحریک پیش ہوئی، آیا بلوچستان ساؤنڈ سسٹم (ریگولیشن) کا مسودہ دقاون 2015ء کا مسودہ قانون نمبر 23 مصروف 2015 کی بابت رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 15 فروری 2016ء تک توسع کی منظوری دی جاتی ہے۔ تحریک منظور ہوئی۔

بلوچستان ساؤنڈ سسٹم (ریگولیشن) کا مسودہ دقاون 2015ء کا مسودہ قانون نمبر 23 مصروف 2015 کی بابت رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 15 فروری 2016ء تک توسع کی منظوری دی جاتی ہے۔ چیئرمین قائمہ بر مکملہ داخلہ، قبائلی امور، جیل خانہ جات اور صوبائی ڈیز اسٹریمنجنٹ اتحاری تحریک پیش کریں گے کہ بلوچستان ساؤنڈ سسٹم (ریگولیشن) کا مسودہ دقاون 2015ء کا مسودہ قانون نمبر 23 مصروف 2015 کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کریں۔

آغازیں لیاقت علی۔ میں چیئرمین مجلس قائمہ بر مکملہ داخلہ، قبائلی امور، جیل خانہ جات اور صوبائی ڈیز اسٹریمنجنٹ اتحاری تحریک پیش کریں گے کہ بلوچستان ساؤنڈ سسٹم (ریگولیشن) کا مسودہ دقاون 2015ء کا مسودہ قانون نمبر 23 مصروف 2015 کی بابت رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر۔ رپورٹ پیش ہوئی وزیر داخلہ، قبائلی امور، جیل خانہ جات اور صوبائی ڈیز اسٹریمنجنٹ اتحاری تحریک پیش کریں گے کہ بلوچستان ساؤنڈ سسٹم (ریگولیشن) کا مسودہ دقاون 2015ء کا مسودہ قانون نمبر 23 مصروف 2015 کی بابت تحریک پیش کریں۔

وزیر مکملہ داخلہ، قبائلی امور۔ میں وزیر داخلہ، قبائلی امور، جیل خانہ جات اور صوبائی ڈیز اسٹریمنجنٹ اتحاری تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان ساؤنڈ سسٹم (ریگولیشن) کا مسودہ دقاون 2015ء کا مسودہ قانون نمبر 23 مصروف 2015 کمیٹی کی سفارشات کے ساتھ فی الفور زیر گور لایا جائے۔

**میڈم اپسکر۔** تحریک پیش ہوئی، آیا بلوچستان ساؤنڈ سسٹم (ریگولیشن) کا مسودہ دقاون 2015ء کا مسودہ قانون نمبر 23 مصدرہ 2015 کمیٹی کی سفارشات کے ساتھ فی الفور زیرغور لا یا جائے۔ تحریک منظور ہوئی بلوچستان ساؤنڈ سسٹم (ریگولیشن) کا مسودہ دقاون 2015ء کا مسودہ قانون نمبر 23 مصدرہ 2015 کمیٹی سفارشات کی بوجب فی الفور زیرغور لا یا جاتا ہے۔ وزیر داخلہ، قبائلی امور، جیل خانہ جات اور صوبائی ڈسٹریکٹ اتحادی تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان ساؤنڈ سسٹم (ریگولیشن) کا مسودہ دقاون 2015ء کا مسودہ قانون نمبر 23 مصدرہ 2015 اگلی تحریک پیش کریں۔

**وزیر حکمہ داخلہ، قبائلی امور۔** میں وزیر داخلہ، قبائلی امور، جیل خانہ جات اور صوبائی ڈسٹریکٹ اتحادی تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان ساؤنڈ سسٹم (ریگولیشن) کا مسودہ دقاون 2015ء کا مسودہ قانون نمبر 23 مصدرہ 2015 کمیٹی کی سفارشات کے ساتھ منظور کیا جائے۔

**میڈم اپسکر۔** تحریک پیش ہوئی۔ وزیر داخلہ، قبائلی امور، جیل خانہ جات اور صوبائی ڈسٹریکٹ اتحادی تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان ساؤنڈ سسٹم (ریگولیشن) کا مسودہ دقاون 2015ء کا مسودہ قانون نمبر 23 مصدرہ 2015 کمیٹی کی سفارشات کے ساتھ منظور کیا جائے۔ تحریک منظور ہوئی۔

**بلوچستان ساؤنڈ سسٹم (ریگولیشن) کا مسودہ دقاون 2015ء کا مسودہ قانون نمبر 23 مصدرہ 2015 کمیٹی کی سفارشات کے ساتھ بوجب منظور کیا جاتا ہے۔ (ڈیک بجائے گئے)۔**

**چیئرمین مجلس قائدہ بر حکمہ داخلہ، قبائلی امور، جیل خانہ جات اور صوبائی ڈسٹریکٹ اتحادی تحریک پیش کریں گے کہ بلوچستان میں دیواروں پر اظہار رائے کے تشریی موال کے انتفاع کا (ترمیمی) مسودہ قانون 2015ء کا مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2015 کی بابت روپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 15 فروری 2016ء تک توسعی کی منظوری دی جائے۔**

**آغا سید لیاقت علی۔** میں چیئرمین مجلس قائدہ بر حکمہ داخلہ، قبائلی امور، جیل خانہ جات اور صوبائی ڈسٹریکٹ اتحادی تحریک پیش کریں گے کہ بلوچستان میں دیواروں پر اظہار رائے کے تشریی موال کے انتفاع کا (ترمیمی) کا مسودہ دقاون 2015ء کا مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2015 کی بابت روپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 15 فروری 2016ء تک توسعی کی منظوری دی جائے۔

**میڈم اپسکر۔** تحریک پیش ہوئی، آیا بلوچستان میں دیواروں پر اظہار رائے کے تشریی موال کے انتفاع کا (ترمیمی) مسودہ قانون 2015ء کا مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2015 کی بابت روپورٹ پیش کرنے کی مدت

میں آج مورخہ 15 فروری 2016ء تک توسعی منظوری دی جائے تحریک منظور ہوئی۔

بلوچستان میں دیواروں پر اظہار رائے کے تشریی مواد کے اتناع کا (ترمیمی) مسودہ قانون 2015ء کا مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2015 کی بابت روپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 15 فروری 2016ء تک توسعی منظوری دی جاتی ہے۔

چیئرمین مجلس قائدہ بر حکمہ داخلہ، قبائلی امور، جیل خانہ جات اور صوبائی ڈیزاسٹر میجنٹ اتحاری تحریک پیش کریں گے کہ دیواروں پر اظہار رائے کے تشریی مواد کے اتناع کا (ترمیمی) مسودہ د قانون 2015ء کا مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2015 کی بابت تحریک پیش کریں۔

وزیر حکمہ داخلہ، قبائلی امور، میں چیئرمین، قبائلی امور، جیل خانہ جات اور صوبائی ڈیزاسٹر میجنٹ اتحاری تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان میں دیواروں پر اظہار رائے کے تشریی مواد کے اتناع کا (ترمیمی) مسودہ د قانون 2015ء کا مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2015 کی روپورٹ پیش کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر۔ روپورٹ پیش ہوئی وزیر داخلہ حکمہ داخلہ، قبائلی امور، جیل خانہ جات اور صوبائی ڈیزاسٹر میجنٹ اتحاری تحریک پیش کریں گے کہ دیواروں پر اظہار رائے کے تشریی مواد کے اتناع کا (ترمیمی) مسودہ د قانون 2015ء کا مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2015 کی بابت تحریک پیش کریں۔

وزیر حکمہ داخلہ، قبائلی امور۔ میں وزیر داخلہ مجلس قائدہ بر حکمہ داخلہ، قبائلی امور تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان میں دیواروں پر اظہار رائے کے تشریی مواد کے اتناع کا (ترمیمی) مسودہ د قانون 2015ء کا مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2015 کی سفارشات کے ساتھ فی الفور زیر غور لایا جائے۔

میڈم اسپیکر۔ تحریک پیش ہوئی، آیا بلوچستان میں دیواروں پر اظہار رائے کے تشریی مواد کے اتناع کا (ترمیمی) کا مسودہ قانون 2015ء کا مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2015 کی سفارشات کے ساتھ فی الفور زیر غور لایا جائے۔ تحریک منظور ہوئی۔

بلوچستان میں دیواروں پر اظہار رائے کے تشریی مواد کے اتناع کا (ترمیمی) کا مسودہ قانون 2015ء کا مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2015 کی سفارشات کی بوجب فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔ وزیر داخلہ، قبائلی امور، جیل خانہ جات اور صوبائی ڈیزاسٹر میجنٹ اتحاری تحریک پیش کرتا ہوں کہ دیواروں پر اظہار رائے کے تشریی مواد کے اتناع کا (ترمیمی) کا مسودہ د قانون 2015ء کا مسودہ قانون نمبر 23 مصدرہ 2015ء اگلی تحریک پیش کریں۔

## بلوچستان صوبائی اسمبلی

وزیر یحکمہ داخلہ، قبائلی امور۔ میں وزیر داخلہ مجلس قائدہ بریکمکہ داخلہ، قبائلی امور تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان میں دیواروں پر اظہار رائے کے تشریع مواد کے اتنانع کا (ترمیمی) مسودہ د قانون 2015ء کا مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2015 کمیٹی کی سفارشات کے ساتھ منظور کیا جائے۔

میدم اسپیکر۔ تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان میں دیواروں پر اظہار رائے کے تشریع مواد کے اتنانع کا (ترمیمی) کا مسودہ قانون 2015ء کا مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2015 کمیٹی سفارشات کے ساتھ منظور کیا جائے۔ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان میں دیواروں پر اظہار رائے کے تشریع مواد کے اتنانع کا (ترمیمی) کا مسودہ قانون 2015ء کا مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2015 کمیٹی سفارشات کے ساتھ منظور کیا جاتا ہے۔

(ڈیک بجائے گئے)۔ جی مسٹر لیٹی صاحب۔

وزیر یحکمہ داخلہ و قبائلی امور۔ thank you میدم اسپیکر جب سے ہماری committees بنی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آغازیات صاحب کی سربراہی میں بڑی فعال یہ کمیٹی کام کر رہی ہے اور پہلا بل ہے جو اس کمیٹی نے پیش کیا ہے تو اس کے Chairman اور جمیز ہے ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور خاص طور پر اپنے Chairman کو جو بڑے active ہیں اور بڑی play possitive role کرتے ہیں کمیٹی کے میئنگ کے دوران شکر یہ میدم اسپیکر۔

میدم اسپیکر۔ ویسے مبارک باد میں بھی پیش کرتی ہوں کیونکہ حقیقت میں یہ جو committees کہ میں یہاں یہ بھی کہوں گی کہ تمام members committee کو کہ وہ اپنی کمیٹیز میں جو ہے حاضری کو یقینی بنائے کیونکہ ہمارے chairperson اور chairpersons کو سب سے زیادہ problems جو ہو رہا ہے وہ ہماری کمیٹی کے جمیز کی حاضری کی اور کورم کی وجہ سے ہو رہا ہے تو میں یہاں یہ رونگ بھی دیتی ہوں کہ آپ تمام جمیز جو ہے مجھے پتہ ہے کہ آغا صاحب نے یہ کتنی مشکل سے اس کمیٹی کی میئنگ کر کے اسکو complete کیا ہے اور وہ یقیناً مبارک باد کے مستحق ہے اور اسی طرح میں تمام chairperson اور chairman سے کہوں گی کہ وہ اب تیزی لائے اپنے کاموں میں اور اپنے اور تمام جمیز سے کہیں کہ وہ اپنی حاضری کو یقینی بنائے تاکہ ہم زیادہ سے زیادہ legislation کر سکے جو کہ ہمارا اصل میں کام ہے۔ ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر عبدالملک بلوچ:- ہاں سردار صاحب آپ بولنا چاہتے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان:- نہیں آپ بول لیں۔

ڈاکٹر عبدالملک بلوچ:- میڈم میری آپ سے گزارش ہے کہ اگر اس میں تھوڑا سا جو ہے نہ ابھی میں زیارت وال صاحب سے بھی بات کر رہا تھا کیوں کہ ہماری کمیٹیاں دیرے بنی legislation، اب کمیٹیاں بن گئی کمیٹیوں کی اگر مینگ نہیں ہوتی ہے تو اس کے لیے Role of business میں کیا ہے کہ جو کمیٹیاں جو ہے نہ جو ممبر صاحبان اگر بار بار مینگ بلانے کے باوجود ہیں آتے ہیں تو اس کی کیا طریقہ کارہے میں لیاقت آغا صاحب کو بھی مبارک باد دیتا ہوں گلتا ہے کہ وہ میری طرح بے روزگار ہے اس لیے کمیٹی کا مینگ بلاتا ہے لیکن اس نے جو کچھ کیا ہے Welldone.

میڈم اسپیکر۔ ڈاکٹر صاحب اس پر انشاء اللہ تمام پارلیمانی لیڈرز کے ساتھ بیٹھ کے مشاورت کر کے تو اس پر ہم دیکھے گے law بھی ہیں اس کے اوپر اور ہم اس میں جلد از جلد اس کو تیز کرنے کے لیے جو مبرز ہے اُس کو اگر وہ نہیں ہے interested یا جو بھی وجوہات ہے ہم اُس کو دیکھ کے chamber میں فیصلہ کریں گے۔ جی سردار صاحب!

سردار عبدالرحمن کھیڑکان:- میڈم اسپیکر thank you very much آغا صاحب کو میں مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ کمیٹی کی جو ہے نہ کا کر دگی اور اُن کی chairmanship میں ویسے ڈاکٹر نے کہا جیسے بے روزگاری ہم تو اس کو بزر جنہاً امید رکھ رہے تھے کہ ڈھائی سال کے بعد منظر بنے گا لیکن وہی بے روزگاری میں انہوں نے اتنا اچھا کام کیا میں اُن کو شاپاٹی اور appreciate کرتا ہوں دوسرا بات یہ ہے کہ میڈم اسپیکر آپ کے ساتھ chamber میں بھی آپ نے فرمایا تھا کہ یہ کمیٹیوں کا مسئلہ ویسے ہی درمیان میں اب پتہ نہیں جس طریقے سے اس لیے دوبارہ میں اُن کو appreciate کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنی کورم پورا کر کے اس home کمیٹی پر کام کیا اور سفارشات پیش کی۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس میں ہم لوگ جو اپوزیشن ہے وہ اُس پر بایکاٹ پر ہے اور ہمارے جو قائد حزب اختلاف ہے انہوں نے شاید اس سے resign بھی کیا تھا ہم سب نے resign کیا تھا شاید وہ except نہیں ہوا ہے ابھی تک تو گزارش یہ ہے کہ scenario change ہو چکا ہے آپ kindly اس پر ایک اجلاس بلائے جس میں CM صاحب ہوتا ہے اس پارلیمانی لیڈر ہو اس کو دوبارہ دیکھ لے خاص کر کے جو جس کمیٹی پر اخلاقاً، قانوناً اخلاقاً جس پر ہمارے اُس میں reservations ہے ہم چاہتے ہیں کہ وہ اپوزیشن کے پاس ہو treasury benches کو دریادی کا مظاہرہ کرنا چاہیے کیونکہ انہوں نے کام کرنے ہیں ہم نے اُنکی غلطیاں نکالنی ہیں۔ اگر وہ خود ہی کام کریں گے خود ہی غلطیاں نکالیں گے تو اپوزیشن کا کردار ہی ختم ہو جاتا ہے۔

**میڈم اسپیکر:-** سردار صاحب اس پرہم نے میں نے take up کیا ہوا ہے اور نواب صاحب تھوڑے مصروف تھے ابھی وہ آگئے ہیں ہم تمام پارلیمانی لیڈرز کے ساتھ اُس کی میٹنگ کریں گے۔  
**سردار عبدالرحمن کھیتران:-** آپ سے ہم امید رکھتے ہیں کہ اس پر آپ ضرور اس چیز کو جیسے ڈکٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ کمیٹیاں تو بن گئی لیکن اُس کی progress ابھی تک zero ہے ماہ سوائے یہ آغا صاحب والے۔

**میڈم اسپیکر:-** نہیں zero تو نہیں کہنی چاہیے لیکن ہمیں problem ہو رہا ہے۔  
**سردار عبدالرحمن کھیتران:-** مطلب کورم ہی پورا نہیں ہو رہا ہے آگے قانون سازی نہیں ہو رہی ہے تو میں اُس کو zero ہی کہوں گا۔

**میڈم اسپیکر:-** نہیں zero نہیں ہے۔ سردار صاحب آپکا point آگیا۔ thank you very much۔ رحیم زیارت وال صاحب۔

جناب عبدالرحمیم زیارت وال (وزیر حکومت تعلیم)۔ میڈم اسپیکر سردار صاحب جس طریقے سے فرمار ہے یہ ہم نے یہ decision لیا ہے اور ہم نے کمیٹیاں بنادی ہے وہ کمیٹیاں جو دس سال میں اس اسمبلی کے ہوتے ہوئے نہیں بن سکی وہ بنی ہے اور کمیٹیوں کی میٹنگ بھی ہوئے ہیں اور اُس میں چیزوں کو اب 2002ء سے اب تک جو کام ہے یہ کمیٹیوں کے حوالے ہے خصوصاً public account committee کے حوالے سے اُس پرہم لگے ہوئے ہیں Para کے اور ہم 2006ء تک اُس کو لے آئیں ہیں اب 2006 کے بعد 2015ء تک جانا تو جس جنہوں نے یہ کام غلط کیا تھا جو چیزیں نہیں بنائی تھیں اُس پر لگے ہوئے ہیں ایسا نہیں ہے کہ result zero ہے اور اس کے ساتھ ساتھ قائدے کے مطابق ہم نے اپوزیشن کو جوان کا حق بتا تھا وہ بھی دے دیا ہے اب یہ اپوزیشن کا کام ہے کہ جو کمیٹیاں اور chairmanship اُن کے پاس ہے وہ تو یا اس کو join کریں اپنا انتخاب کروادے نہ کرنے کی صورت میں جو دو کمیٹیاں اُن کے پاس ہے ہم اُن کے لیے chairman کا نام دے دیں گے اور اپنے چیئرمین منتخب کروائیں گے اور اپنا کام چلانیں گے اس طریقے سے نہیں ہوا کرتا۔

**میڈم اسپیکر:-** زیارت وال صاحب اس پرہم انشاء اللہ بیٹھیں گے آپس میں بجائے کہ یہاں debate کرے، مولانا صاحب کو بھی ہم اعتماد میں لیں گے۔

**وزیر حکومت تعلیم:-** ایک بات جو میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ کمیٹیاں functional ہیں۔

نہیں ہے بالکل کام کیا ہے میں میئنگوں میں حاضر ہوا ہوں کون سا کمیٹی ہے کہ جو **functional** نہیں ہے لیکن اس میں جو غیر حاضری کی بات جو آپ نے کی،

**میڈم اسپیکر۔** نہیں نہیں functional ہے لیکن ہمیں chairmans problem ہے۔

**وزیری محکمہ تعلیم۔** یا جو میئنگ صحیح طریقے نہیں ہوئے ہیں اُس کے لیے بھی طریقہ کار موجود ہے اُس میں یہ کرتے ہیں کہ جو حاضر نہیں ہوتا اُس کو نکال کے دوسرے active member کو لے لیتے ہیں ہم نے اپنا کام چلانا ہیں اور اسمبلی کے لیے کمیٹیاں اُس کی روح ہوتی ہیں اور اُس روح کو ہم نے کسی بھی حالات میں چھوڑنا نہیں ہے ہم نے اُس کو ٹھیک کرنا ہیں اور ہم اُس کو ٹھیک کرنے جا رہے ہیں۔ thank you۔

**میڈم اسپیکر۔** انشاء اللہ تمام کی رائے سے باہمی مفاہمت سے انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کو آگے چلانیں گے حقیقت یہ ہے کہ کچھ problems ہو رہی ہیں بار حال وہ ایسی نہیں ہے کہ ہم اُس پر قابو نہ پاسکے rules اور regulations کے تحت ہم ان کو آگے چلانیں گے۔ ڈاکٹر صاحبہ آپ کو فلور دے۔

**ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی:-** میڈم اسپیکر میں health population کی خوش قسمتی سمجھے یا بد قسمتی سمجھے میں اُس کی قائمہ کمیٹی کی میں chairperson ہوں۔ میں نے تین مرتبہ اپنے health department کے لیے میں نے کہا لیکن بد قسمتی سے کسی نے اُس کو اہمیت نہیں دی کوئی نہیں آیا اور شاید میں آپ کی نوٹس میں بھی لاچکی ہوں۔

**میڈم اسپیکر۔** جی مجھے آپ کا لیٹر مل گیا۔

**ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی:-** دوسرا یہ ہے کہ جو مبران میری کمیٹی میں ہے یا ہیلٹھ کی کمیٹی میں جو مبران ہے وہ تو نہ آنے کے برابر ہے اگر ان کی تعداد بڑھائی جائے تاکہ ہم آسانی سے اپنے کام کر سکے۔

**میڈم اسپیکر۔** ڈاکٹر صاحبہ آپ کو میں نے آپ کا letter بھی محمل گیا تھا اور ہم اسی پر کام کر رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔ جناب رحمت صاحب بلوچ صوبائی وزیر، جناب نصر اللہ خان زیرے صاحب،۔ جی ڈاکٹر شمع۔

**ڈاکٹر شمع اسحاق بلوج:-** میڈم اسپیکر مجھے ایک بات کہنی تھی سردار صاحب نے جس طرح کہا کہ ابھی

**میڈم اسپیکر۔** ڈاکٹر صاحبہ آپ کسی کی بات کا جواب نہ دیں please۔

**ڈاکٹر شمع اسحاق بلوج:-** اسی ایک مہینے کی بات ہے کہ آپ نے خود دیکھا کہ حراسمٹ at work place کا بل پاس ہوا ہے جو کہ بہت میں سمجھتی ہوں کہ اس کو حوصلہ افزایا ایک بل تھا جس میں آپ جب اسپیکر نہیں بن تھی میڈم آپ بھی ہمارے ساتھ اس کی مجرتی اور ہم جس طریقے سے کام کر رہے ہیں آپ خود بھی دیکھ

رہے ہیں ہمارے ممبر آر ہے ہیں ہمیں تھوڑی بہت سیکرٹری سے شکایات لیکیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پہلی بار ایسا ہوا ہے ان Assembly میں پہلے کب اسٹینڈنگ کمیٹی اتنی Running تھی یا کوئی ایسے بل پاس ہوئے تھے اسی دور میں پاس ہوئے ہیں اس کو آپ zero% تونہیں کہہ سکتے ہیں۔

میڈم اسپیکر۔ نہیں نہیں zero توبالک نہیں ہے لیکن انشاء اللہ بہتر ہو گا۔

ڈاکٹر شمع احاق بلوچ:- میں سمجھتی ہوں کہ کام بہت ہوئے ہیں ہیں international ایک جو تھا achievement تھا یہ ہمیں وہاں سے call آ رہی ہے آپ کو آئی ہے کہ یہ جو حراسمٹ کا جو بل پاس ہوا ہے یہ ہمیں جو ہے اس پر کتنی دادرسائی ہوئی ہیں آپ بھی جانتے ہیں بس ہمیں implement کی اب ضرورت ہے کہ ہم اس پر implement کتنا کر سکتے ہیں۔

میڈم اسپیکر۔ Thank you منظور کا کمٹر صاحب۔

جناب منظور احمد کا کڑ:- ڈاکٹر رقیہ ہاشمی صاحبہ نے بات کی کہ کمیٹی میں کوئی نہیں آتا میرا خیال غالباً یہ بول گئی ہیں میں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ میں ان کے ساتھ موجود تھا پر لیں کانفرنس کرنے جا رہی تھی انکو میں نے روکا یہیں صرف یاد دلانا چاہر ہا ہوں انکو ایسا نہ ہو کہ۔

میڈم اسپیکر۔ چلیں ٹھیک ہے۔ thank you. آپکا on record آ گیا، چلیں ٹھیک ہے۔ جناب رحمت صالح بلوچ، صوبائی وزیر، جناب نصراللہ ذیرے صاحب، ڈاکٹر رقیہ ہاشمی صاحبہ، محترمہ عارفہ صدیق صاحبہ، محترمہ سپوشنگی اچکزئی صاحبہ اور محترمہ معصومہ حیات صاحبہ ارکین صوبائی اسمبلی میں سے کوئی ایک محرك، محرك کے اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 62 پیش کریں۔

مشترکہ قرارداد نمبر 62۔

جناب نصراللہ خان زیرے۔ thank you میڈم اسپیکر! ہرگاہ کہ مشترکہ مفادات کونسل (CCI) کے 18 مارچ 2015ء کے فیصلے کے مطابق نئی مردم شماری مارچ 2016ء سے کروانا متوقع ہے۔ جس پر اُنھے والے اخراجات تقریباً 145 ارب روپے صوبوں سے وصول کئے جائیں گے۔ نیز یہ کہ سال 2011ء میں مردم شماری کا ادغام وفاقی شماریاتی ادارہ اور اگر لیکچرل شماریاتی ادارے میں کر کے پاکستان بیور آف اسٹیٹسکس (Pakistan Bureau of Statistics) کے نام سے تنظیم نوکی گئی ہے۔ جس نے 2011ء میں خانہ شماری عمل میں لائی۔ جس میں نہ تو صوبوں کو اسمیں نمائندگی دی گئی ہے اور نہ ہی بھرتی کے عمل میں صوبوں کے

کوٹہ کا تعین کیا گیا ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ گورنگ اور فنکشنل ممبرز میں صوبہ بلوچستان کو نمائندگی دی جائے۔

**میڈم اسپیکر۔** مشترکہ قرارداد نمبر 62 پیش ہوئی۔ کیا محکمین اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 62 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں؟

جناب نصراللہ خان زیریے۔ thank you جس طرح قرارداد میں یہ بات ہے کہ council of common interest جو صوبوں کے مفادات کا ایک اہم ادارہ ہے۔ اُس نے اپنے 18 مارچ 2015ء کے فیصلے کے مطابق یہ کہا تھا کہ مارچ 2016ء میں مردم شماری متوقع ہے، جس پر قرارداد میں کہا گیا ہے کہ 145 ارب روپے لاگت آئیں اور وہ پیسہ صوبوں سے لیا جائیگا۔ مگر افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اسکے تمام جتنے بھی اسکے بوڈیز ہیں جس طرح bureau of statistics ہے، اسیں ہمارے صوبے کو نمائندگی نہیں دی گئی اسکے گورنگ بادی میں دیگر۔ اس طرح خیر پختونخوا کو بھی نمائندگی نہیں دی گئی، اس نے بھی یعنی اس طرح کا resolution pass کیا ہے جس میں وفاقی حکومت سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ اس اہم ادارے میں ہمارے province کے، اسکے گورنگ بادی میں اور اسکے فنکشنل ممبرز ہیں۔ تو اسیں ہماری نمائندگی دی جائے۔ جو ایک اہم ضرورت بھی ہے۔ اور آئیوالے مردم شماری میں، اسیں ہمارا حصہ بھی ہوگا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کیا جائے۔

**میڈم اسپیکر۔** جی زیارت وال صاحب!

**وزیر یحیمہ تعلیم۔** قرارداد نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ اور feasibility کے حوالے سے میں یہ کہتا ہوں، کہ اسکو بحث کے لیے پہلے منظور کیا جائے۔ اس پر بحث کرتے ہیں اور دوستوں سے ساتھیوں سے input لیتے ہیں، اور اسکو پھر منظور کرتے ہیں۔

**میڈم اسپیکر۔** نہیں اس پر توجہ کی توبات نہیں ہے۔ اسیں تو direct پوچھرہ ہے ہیں کہ جی میں۔ یہ تو قرارداد ہے نہیں۔ بحث تو اسیں جیسے کہ نصراللہ زیریے نے کہا کہ بڑا clear-cut ہے کہ جو ہمارا ایک وفاقی ادارہ ہے جو کہ مردم شماری کے حوالے سے statistics وغیرہ جو ہے وہ جمع کرتا ہے۔ اور اسیں اتنے زیادہ پیسے 145 ارب روپے جو ہیں وہ ہمارے صوبوں سے، تمام صوبوں سے لئے جاتے ہیں، اور اسیں صوبوں کا کوٹہ بھی ہے، لیکن اسکے باوجود یہ ہے کہ اسیں ہمارے جو گورنگ ممبرز ہیں، گورنگ بادی کے اور فنکشنل ممبرز ہیں اسیں صوبوں کی بالکل بلوچستان کی نمائندگی نہیں بڑے واضح چیز ہے، میں اسکی منظوری کے لیے پوچھتی ہوں۔

وزیر یونگہ تعلیم۔ میڈم اسپیکر! میں government کی جانب سے قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور آپ سے request ہے اور معزز نمبرز سے request ہے کہ اسکو منظور کریں تاکہ یہ جو چیزیں ہیں اسکو ہم مرکز کے ساتھ اٹھا کر اُن پر بحث کر سکیں۔

میڈم اسپیکر۔ اور کوئی ممبر بات کرنا چاہتا ہے، تو جی شاہدہ روف صاحب!

محترمہ شاہدہ روف۔ یہ جو قرارداد آئی ہے یہ نہایت اہم ہے۔ اور کیونکہ تمیں اپنی نمائندگی کا جو ہے وہ مسئلہ اٹھایا گیا ہے، اور اسکو ہم As an Opposition جو ہے وہ appreciate بھی کرتے ہیں اور انکا ساتھ بھی دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ تمام ادارے جہاں صوبوں کی نمائندگی ہونی چاہیے، وہ ہمارا right ہے اور اسکے لیے ہم حکومت کے ساتھ ہیں۔

میڈم اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا مشترکہ قرارداد نمبر 62 کو منظور کی جائے؟

مشترکہ قرارداد نمبر 62 منظور ہوئی۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال، صوبائی وزیر، سردار محمد ناصر، مشیر وزیر اعلیٰ اور نصر اللہ زیرے، رکن صوبائی اسمبلی میں سے کوئی ایک محکم اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 63 پیش کریں۔

مشترکہ قرارداد نمبر 63۔

جناب نصر اللہ خان زیرے۔ میڈم اسپیکر thank you۔ ہر گاہ کہ بچوں کے علاج و معالجے کے لیے معروف چلدرن ہسپتال کوئی، جو صوبہ کا واحد ہسپتال ہے۔ جس کا قیام 1998ء میں جرمن حکومت کے تعاون سے عمل میں لایا گیا تھا۔ جو بلاشبہ صوبہ کے عوام کیلئے ایک عظیم تھنہ ہے۔ مذکورہ ہسپتال انتظامی طور پر ایک خود مختار بورڈ کے ذریعے ایڈیشنل چیف سیکرٹری ترقیات، حکومت بلوچستان کی سربراہی میں 1998ء تا 2003ء پانچ سال جرمن حکومت اور بلوچستان حکومت کے اشتراک سے چلا یا گیا۔ حکومت بلوچستان نے اس ہسپتال کو باقاعدہ قانونی اختیار کے ذریعے رجسٹرڈ کیا۔ سال 2003ء کے بعد ایک معہدے کے تحت حکومت بلوچستان نے ہسپتال مذکورہ کو اپنے دائرة اختیار میں لینا تھا جو کہ نہیں کیا گیا۔ جس کے باعث باقاعدہ انتظامی ڈھانچہ نہ ہونے کے باعث ہسپتال خسارے میں چلا گیا۔ جس کی وجہ سے ہسپتال کی موجودہ انتظامیہ نے فیسوں میں اضافہ کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے صوبہ کے غریب اور نادار مریض بچوں کو علاج معالجے میں سخت مشکلات کا سامنا ہے۔ دوسری جانب ہسپتال میں 17 سال سے کام کرنے والے غریب ملازمین بھی regular کی وجہ سے انکا مستقبل بھی تاریک نظر آ رہا ہے۔ اگر حکومت نے اس فعال ادارے کو اپنی تحولی میں نہیں لیا تو یہ

ادارہ مزید زوال پذیری کے باعث بند ہونا ایک فطری امر جائیگا۔ جس سے صوبہ کے عوام کو بچوں کے علاج و معالجے کی واحد سہولت سے مستفید ہو رہے تھے، وہ اس سہولت سے محروم ہو جائیں گے۔ لہذا یا ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ چلڈرن ہسپتال کوئٹہ کی حالتِ زارِ کوچح کرنے اور ہسپتال کو بہتر بنانے اور ہسپتال کے انتظام کو باقاعدہ طریقے سے چلانے کیلئے فوری طور پر ایک با اختیار کمیٹی بنائی جائے تاکہ چلڈرن ہسپتال سے عوام مستفید ہو سکیں۔

**میڈم اسپیکر۔** مشترکہ قرارداد نمبر 36 پیش ہوئی، کیا محرکین اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 36 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے!

**جناب نصراللہ خان زیریے۔** میڈم اسپیکر! ایسا ہے کہ جرمن حکومت نے یہ ہسپتال بنایا تھا ز میں ہمارے صوبے نے دی تھی اور اس میں حکومت بلوجستان کا 27 فیصد اور حکومت جرمن کا 73 فیصد اس میں سرمایہ کا ری کی گئی تھی، اور اس وقت 83.7 ملین روپے اس پر خرچ آیا تھا اور یہ تھا کہ 1998ء سے لیکر 2003ء تک اسکو چلانا تھا، بعد میں اسے ہمیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے حوالے ہونا تھا مگر اب تک 2003ء سے لیکر اب 2016ء ہے، اس عرصہ میں یہ ہسپتال بغیر کسی agreement کے وہ چل رہا ہے، حالانکہ اسکے تمام rules کے مطابق اسکے جتنے بھی معاملہ ہے اسکے مطابق یہ حکومت بلوجستان کا اٹا شہ ہے۔ لیکن اب وہاں جو انکا بودھ ہے وہ بھی اس طرح سے چلا رہا ہے کہ اُسکی وجہ سے ہسپتال، ایک ایسا ہسپتال جو ایک نمونہ ہے، ایک اعلیٰ مثال ہے، اب وہ خسارے میں جا رہا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں، جس طرح کلڈنی سنٹر کو اسکے پورا ایک Act ہم نے یہاں منظور کیا۔ اسکو، جس طرح رحمت بلوج صاحب نے یہاں اس روپرٹ پیش کی ہے، اسکا باقاعدہ ہم اسمبلی کے ممبرز اسکے board of governors میں ہوتے ہیں، اسی طرح، اسی حوالے سے اسکو اس طرز پر چلا�ا جائے اور اسکے لیے ایک کمیٹی بنائی جائے تاکہ ہسپتال کے تمام صورتحال کا جائز لیں۔ اس میں جتنے بھی ملازمین ہیں، ملازمین بہت سارے ملازمین وہاں حکومت بلوجستان مکمل صحت کے ملازمین وہاں بھیجے گئے۔ اور اس میں وہاں اپنے ملازمین بھی ہیں حالانکہ انکی جو سروں ہے، وہ ابھی تک اس حوالے سے محفوظ نہیں ہیں۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ ایک اہم قرارداد ہے اور ہسپتال اٹا شہ ہے اسکو اسی طرح چلڈرن ہسپتال کے طور پر چلانے کے لیے حکومت اپنی تحویل میں لے لیں۔ اور اسکے لیے ایک با اختیار کمیٹی بنائی جائے تاکہ اس تمام صورتحال کا جائز لیں اور ہسپتال کو بہتر طریقے سے چلا�ا جائے۔

**میڈم اسپیکر۔** ڈاکٹر رقیہ ہاشمی صاحبہ۔

ڈاکٹر قیہ سعید ہاشمی۔ میڈم اسپیکر! چلدرن ہسپتال کی بڑی لمبی اور دلچسپ کہانی ہے۔ ڈاکٹر مالک صاحب جا رہے ہیں، میرے میں خیال اگر تشریف رکھیں تو آپ بھی میرے board member تھے، میرے ساتھ۔ میں گزارش کرتی ہوں، request کرنا چاہتی ہوں۔ thank you very much۔ ڈاکٹر صاحب۔ تو میڈم اسپیکر! یہ ہسپتال نے بننا تھا، چن میں۔ جب انغان reflex آیا، اس وقت وہاں بننا تھا، اسکے بعد یہ پشین آیا۔ میڈم اسپیکر! یہ ہسپتال میں آیا۔ اسکی بڑی لمبی کہانی ہے جو زیرے صاحب نے بات کی میں اُنکی borad ultimately ہے میں آیا۔ ڈاکٹر مالک کا میں اُنکی مشکور ہوں، میرے ساتھ cheif executive member ہے۔ یہ تعلق داری جہاں ختم ہوئی جب سے، ہمیشہ ہی اس پر A.C.S. اور borad of director گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے دو ممبر زمینیں رہتے تھے۔ اب یہ Secretary Health investigation ہونی چاہیے کہ یہ دو ممبرز، جو agreement میں یہ sign ہوا تھا کہ چیز میں A.C.S. ہو گا اور یہ دو ممبرز، باقی ممبرز کے ساتھ کام کریں گے۔ یہ دو ممبرز جب حکومت بلوچستان کے، کہ یہ دو ممبرز کیوں ہٹائے گئے، اسکے بعد یہ سب تعلق داری پیدا ہوئی۔ تو یہ ترتیب ہوئی ہے۔ میں گزارش کروں گی میڈم اسپیکر کہ اسپیشل کمیٹی بنائی جائے۔ اور اس اسپیشل کمیٹی سے یہ ساری چیزیں دیکھی جائیں کہ جرمن health department کا یہ agreement government کا یہ automatically ہے۔ لیکن ان 17 لوگ میں یا 20 لوگ ہیں، اُنکے رکھے گے تھے، انہوں نے ہجوم ہونا تھا۔ اور یہ Nurses Phillipine سے ہسپتال آپکو نظر آئے۔ کیونکہ یہاں جو ڈاکٹر مالک کو یاد ہو گا، ہم نے منگوائے تھے۔ اور on job trainings ہم نے یہاں کروائیں۔ تو آپ سے گزارش کرنا چاہوں گی کہ اسکی اسپیشل الگ کمیٹی بنائی جائے اور اس میں ڈاکٹر مالک کو بھی شامل کیا جائے، ہم دونوں کو شامل کیا جائے، ہم اسے بہتر کر دینے گے۔ شکر یہ۔

میڈم اسپیکر۔ thank you۔ جی ولیم جان برکت صاحب۔

جناب ولیم جان برکت۔ شکر یہ اسپیکر صاحب۔ میں اپنے معزز اکیلن کی جانب سے اس قرارداد پر انہیں مبارکباد دیتا ہوں۔ اس میں تھوڑی سی میں صحیح کرونا نصر اللہ ذیرے صاحب کی۔ کہ انہوں نے فرمایا کہ حکومت نے یہ جگہ دی ہے۔ ایسا نہیں تھا۔ یہ جگہ ایک اقیمتی رکن دوہر اب پیل صاحب کی تھی انہوں نے عطیہ کی تھی۔ تو اس لیے یہ جگہ اقلیت نے دی ہے یہ دوسرا ڈاکٹر صاحب نے جیسا فرمایا کہ وہاں پر خاص طور پر بچوں کا جو

care center ہے اُسکو تم بلوچستان کے عوام اُسکو appreciate کرتے ہیں۔ اور وہاں جو عملہ ہے جو جتنے عرصہ سے کام کر رہے ہیں انہوں نے بڑی دلجمی سے کام کیا ہے اُس ہسپتال ایک image بنایا۔ اگرچہ کہ جتنے عرصہ سے کام کر رہے ہیں انہوں نے بڑی دلجمی سے اسکو تعمیر کیا وہ بھی اپنی ایک مثال ہے۔ اور جو عملہ وہاں German government نے جس طریقے سے اسکو تعمیر کیا وہ بھی اپنی ایک مثال ہے۔ اور جو عملہ وہاں تعینات کیا گیا انکی خدمت بھی بہت زیادہ قبل تعریف ہیں۔ لیکن یہ زیادتی ہے۔ جیسے ہمارے زیرے صاحب نے فرمایا کہ اُنکے آگے سروں کا مسئلہ ہے۔ لہذا یہ بہت ضروری ہے کہ جس طرح کٹنی سنٹر کو حکومت کی اور اسمبلی کی جانب سے منظور کر کے ایک board بنایا گیا ہے اسکو بھی ایک board کے ذریعے چلا جائے تاکہ وہاں جو عملہ کام کرتا ہے انہیں تحفظ حاصل ہوں۔ شکریہ۔

میدم اسپیکر۔ سردار عبدالرحمن کھیتان صاحب thank you

سردار عبدالرحمن کھیتان۔ شکریہ میدم اسپیکر۔ یہ نصر اللہ زیرے کی جو قرارداد ہے اس پر میں تھوڑی گزارش کروں گا کیونکہ یہ میرے ہمسایہ میں ہے۔ تو وہ اُس نے تصدیق کر دی۔ یہ اسکو پیل باغ کہتے تھے۔ یہ باغ پیل صاحب کا تھا۔ اُسمیں دوز میں کے ٹکڑے اُس نے۔ ایک پر چلڈرن ہسپتال بنانا ہے وہ اس نے donate کیا دوسرا پر اسکا ذاتی بلگہ تھا، وہ ایدھی والوں کو اُس نے کر دیا۔ جو کافی رقبہ پر ہے۔ باقی جو پلاٹ تھا، وہ ہمارے والد صاحب تھے انور صراف تھا اور ایک جو گیزئی صاحب تھے انہوں نے purchase کیا تو اُس پر بننگے بنائے، construction کی۔ تو اسکی background تو یہ ہے۔ دوسرا چلڈرن ہسپتال کا جہاں تک سلسلہ ہے میدم اسپیکر! ڈاکٹر جعفر صاحب اسکے head ہیں اُسکے ساتھ ساتھ وہاں ڈاکٹر جاوید ہے۔ جو ڈاکٹر مالک کے بھی وہ میرے خیال میں آپکی course-mate تھے شاید۔ بورڑے تو اب ہم سب ہو گئے ایک ہی تقریباً ایک گروپ ہے۔ تو وہ ابھی تک اپنے آپ کو بورڑا نہیں کہتا ڈاکٹر جاوید اب شاید شادی کے چکر میں پڑا ہوا ہے۔ تو میدم اسپیکر! وہ بُرا حال ہے چلڈرن ہسپتال کا۔ میں آپکا پیڈیا تیڈی ایک مثال دیتا ہوں۔ میری بچی تیرہ چودہ مینے کی تھی۔ اُسکو throat infection قسم کا were swere ہوا۔ تورات کو کوئی ایک، دو بجے، ہم نے کہا کہ ابھی اسکی death ہو رہی ہے یہ پوزیشن میں آگئی۔ تو ہم نے، میں تو نہیں جاسکتا تھا، تو اسکو بھجوایا۔ وہاں جو ڈاکٹر صاحب بیٹھا تھا۔ وہ بجائے اسکو diagnosis کرتا۔ کہتا ہے جی اسکا پیشاب بند ہے، اور وہ جو ڈاکٹر تھیں وغیرہ pass کرتے ہیں، وہ۔ لیکن وہ بچی کو پھر بعد میں ہم CMH کے لئے اسکو زندگی دے دی۔ تو اسکی کارکردگی کی جو ہے نا یہ پوزیشن ہے۔ اب A.C.S. صاحب گئے، اللہ تعالیٰ نے اسکو زندگی دے دی۔ اسکی کارکردگی کی جو ہے نا یہ پوزیشن ہے۔ اب Secretary Health. اور جیسا کہ وہاں میں یہ کہوں گا کہ جہاں تک موجودہ Health.

کا سوال ہے، میں appreciate کرتا ہوں انگلی سلام پیش کرتا ہوں وہ قابل ترین انسان ہیں۔ وہ جتنی جو ہے نال اُسکی capacity ہے اُس سے زیادہ وہ کام کر رہا ہے health of House میں۔ Floor of House میں انکو خارج تحسین پیش کرتا ہوں۔

میڈم اپسیکر۔ سردار صاحب! قرارداد پر آپ بات کریں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ جی میں یہی قرارداد پر بات کر رہا ہوں۔ گورنمنٹ آف بلوچستان اُسکو میرے خیال میں ڈھانی کر دیتی تھی، اب وہ بھی بند ہو گیا۔ اب وہ چکول لیکر پھر تے تھے۔ کافی ڈیپارٹمنٹ اُسکے بند پڑے ہیں۔ جس طرح ہمارے باقی دوستوں نے کہا کہ اس پر ایک پارلیمانی کمیٹی بنادیں۔ جو بیٹھ جائے ACS کے ساتھ، یکمیراثی ہیلتھ کے ساتھ۔ وہ کمیٹی بورڈ آف ڈائریکٹرز اسکا منتخب کریں۔ جس میں پارلیمنٹ کی بھی نمائندگی ہو اور جو Specialists ہیں۔ جو ہسپتال چلانا جانتے ہیں Administrative side پر plus دوسری طرف۔ وہ اس کیلئے بورڈ آف ڈائریکٹرز بنایا جائے۔ بلڈنگ اتنی خوبصورت، مشینری اُسکی بہترین قسم کی مشینری لیکن skilled اُسکی یہ حالت ہے جو میں نے آپکو مثال دی۔ کہ گلے میں درد ہے اور وہ پیشاب کی علاج کر رہے ہیں۔ ایک تیرہ، چودہ مہینے کے پچی کا۔ تو اُسکی کارکردگی یہ ہے۔ اور اسوقت اُسکے جو ملازمیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ قلم کی ایک جنبش سے اُسکو ادھر کر دیا۔ تو وہ Dictator type کا۔ تو وہ جو اسکا Incharge ہے وہ جب چاہے جس کو چاہے چلو جی۔ لیکن اس وقت ڈاکٹر جعفر صاحب نے بھی اسکو liabilities کیا ہے کہ اگر اسکو بلوچستان گورنمنٹ اپنی تحویل میں لے لیتی ہے۔ اُسکے جو appreciate ہیں۔ یا اُسکے جو بھی assets ہیں وہ سارے کے سارے own کر لیتی ہے صوبائی گورنمنٹ۔ تو یہ ہمارا ایک بہت خوبصورت ادارہ ہے۔ ڈاکٹر قیہہ باشی صاحبہ اسمیں رہی ہیں اور ابھی اس وقت ڈاکٹر جاوید ہیں یا ڈاکٹر جعفر صاحب ہیں تو یہ kindly پارلیمانی کمیٹی بنائیں۔ وہ اُسکے بورڈ آف ڈائریکٹرز کا فیصلہ کرے۔ اُسکے بعد اسکو گورنمنٹ آف بلوچستان اپنی تحویل میں لیں۔ اور اسمیں جو Specialists ہیں، جو سلسلہ ہے اسکو مزید آگے چلایا جائے۔ thank you very much۔

میڈم اپسیکر۔ ڈاکٹر عبدالمالک صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوج۔ میں اس پراتفاق کرتا ہوں کہ بیشک اُسکے لئے ایک کمیٹی بنائے جو اُنکی supervision کرے۔ لیکن میرے خیال میں یہ law allow نہیں کر سکی کہ ہم بورڈ آف nomination ڈاکٹر کی nomination کر لیں۔ ہم اُسکی supervision کر سکتے ہیں۔ اسکو بلا سکتے ہیں۔ میرے

خیال میں اسکا already ایک ایکٹ موجود ہے۔ بورڈ آف گورنر جو ہے ناں اُس ایکٹ کے مطابق اُسکو دیکھنا پڑیگا آپکو۔ کمیٹی بنائے وہ جا کر اُسکو دیکھ لیں، supervision کریں، یہ feasible ہے۔ لیکن بورڈ کو یہ کمیٹی نہیں چھیڑ سکتا ہے۔

میڈم اسپیکر۔ جی ڈاکٹر حامد اچزنی صاحب۔

وزیر یونگہ منصوبہ بندی و ترقیات و بیڈی اے۔ اسکو support کرتے ہیں۔ جس طریقے سے بھی یہ ہسپتال چلا ہے۔ اس نے بڑے اتحادی سر و سزدی یہ ہیں کوئی سٹی میں۔ یہ اور بات ہے کہ کوئی شہر کا کیا حالات تھا پچھلے حکومتوں میں فلاں چیز کے کیا حالات ہیں۔ اور یہ hospital کا ideal ہونا یہ حال تھا۔ تو جس حالات میں جو services دی ہیں۔ محترمہ معزز رکن رقیہ ہائی دس سال تک انکے ساتھ مسلک رہی ہیں۔ زیرِ لب انہوں نے کہہ دیا کہ جی وہ سیکرٹری اور فلاں کو تبدیل کیا ہے۔ یہ کافیہ کے نمبر تھے۔ سب کچھ انہیں کو پتہ ہے۔ ان سب چیزوں میں ہم خاموش رہیں کہ اس hospital کے متعلق پارلیمنٹ کی جو بھی رائے بنے گی، اسکو جو بھی assistance چاہیے ہو گے۔ we must do it۔ کیونکہ انتہائی اچھا hospital ہے، ہر لحاظ سے ٹھیک ہے صرف ایڈمنیسٹریشن کے لحاظ سے اسیں کافی سارے مسئلے ہیں۔

میڈم اسپیکر۔ thank you Doctor Sahib. پہلے میں اس قرارداد کو منظور کرتی ہوں روانگ

کے ساتھ پھر اسکو attach کرو گی۔ جی رحمت بلوج صاحب آپ بات کرنا چاہتے ہیں، جی۔ وزیر یونگہ صحت۔ میڈم اسپیکر! ایک تو یہ قرارداد اہمیت کا حامل ہے لیکن کچھ چیزیں ہیں۔ اصولاً اگر ہم دیکھیں یہ خود مختار ادارہ ہے۔ جس کی ایک بورڈ ہے already موجود ہے۔ لیکن اس حوالے سے جہاں اگر اسکو امداد دیا جائے تو ورکرز و لیفیسر بورڈ کے توسط سے دیا جاسکتا ہے جو امداد وغیرہ اگر انکو چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کوئی special committee اسکے بورڈ میں جس طرح ڈاکٹر مالک صاحب نے کہا کہ کوئی مداخلت نہیں کرسکتا۔ اسمبلی کی رائے ایک عوامی آواز ہے۔ اور تمام نمائندوں کی تو یہ ڈیپارٹمنٹ کیلئے قبل احترام ہے۔ لیکن جہاں خود مختار بورڈ ہوتے ہیں اُنکے ملازمین کے اپنے service rule ہوتے ہیں۔ اور یہی گورنمنٹ کے hospital کے ملازمین کو، انکو گورنمنٹ ملازمین کے طور پر شمار نہیں کیا جاسکتے ہیں۔ اُنکی اپنی ایک service rule ہوتی ہے اُنکی اپنی ایک service structure ہوتی ہے۔ ہاں اگر اس طرز پر جس کو ہم نے ڈیزائن کیے یہ BINICK کو۔ BINICK کے مطابق پھر ہمیں ایکٹ لانا ہوگا۔ جو ایکٹ

2016ء کا ہلائے گا۔ تو اُس ایکٹ میں ساری چیزوں کا تعین ہیں۔ اس ایکٹ میں کہ ہم اسکو کس طرح چلائیں گے۔ بورڈ کے ممبر کون ہوگا۔ ضروری ہے کہ عوامی نمائندے ہوں گے۔ ایم پی ایز ہونگے۔ لیکن جہاں سے انکا تعلق ہے وہی ایم پی ایز ہونگے۔ اسکو اگر pass کر دیگی اسے، تو ڈیپارٹمنٹ اسکو میں ensure کرتا ہوں کہ ہم اسکو oppose نہیں کرتے ہیں۔ لیکن اُس کا ہمیں ایکٹ لانا پڑیا۔ اسے اسے اسے میں میں میں۔

میڈم اپسیکر۔ اسے دیکھیں! کوئی بھی معاملہ ایسا ہو جو کسی حوالے سے ممبر لاتا ہے۔ اسے اسے اسے میں تو اپسیکر کی طرف سے یاد رکھنے بھی ہمارے معزز زار کیں ہیں، اگر وہ اُس پر بات کرتے ہیں تو وہ اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کیا جاسکتا ہے۔ اسکو ہم دیکھ سکتے ہیں۔ وہ اُس پر تجوید دے سکتے ہیں۔ لیکن اسکا law۔ Your are right۔ ہم اُس پر تجوید دے سکتے ہیں۔ ہماری already ایک اسٹینڈنگ کمیٹی ہے اس وقت ہیلائچہ کی چونکہ آپ بھی اُسکے رکن ہیں۔ تو اُسی میں آپ لوگ بیٹھ کے اسکے تمام محرکات کا جائزہ لے سکتے ہیں۔ اُس میں قانون ہمیں اجازت دیتا ہے اسے اسے اسے کو۔

وزیر یونگہ صحت۔ رائے آتی ہے pass ہوتی ہے نا۔ تو اسکو ڈیپارٹمنٹ جب handover کرتا ہے۔ اسے بعد جب ایکٹ بنتا ہے۔ وہ کمیٹی کے پاس جاتا ہے۔

میڈم اپسیکر۔ نہیں، ضروری نہیں ہے۔ کوئی بھی معاملہ جو آپ اسے میں ہیں، صرف Bill نہیں ہیں، اگر کوئی ایسا بھی معاملہ sensitive ہو ہے، کسی بھی رکن کی طرف سے آتا ہے، وہ اسے اسٹینڈنگ کمیٹی کو سپرد کیا جاسکتا ہے۔ جی رحیم زیارت وال صاحب۔

وزیر یونگہ تعلیم۔ میڈم اپسیکر! جو قرارداد اس وقت ایوان کے سامنے ہے۔ یہ اہمیت کا ایک حامل موضوع ہے اور یہ جو ہسپتال ہے ہمارے صوبے میں خصوصاً Capital میں، چلڈرن کے حوالے سے ایک well equipped ہسپتال ہے۔ اور اس ہسپتال کے معاملات میں تھوڑی بہت مشکلات اب آری ہیں۔ تو یہ جو قرارداد لائے ہیں اور ہمیں جو تجویز ہے۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں گو نہمنٹ کے طور پر ہمیں ایک اپیشل کمیٹی بنانی چاہیے۔ قرارداد کو pass ہونا چاہیے۔ تاکہ وہ جا کے معاملات کو اچھی طریقے سے تفصیل سے دیکھ لیں اور اسے بعد جو بھی کارروائی ہمیں کرنی ہوگی قانون کے طور پر بھی ایکٹ کے طور پر بھی یا اسے چلانے کی system کے جو management ہیں، اسے طور پر بھی، جو بھی کرنا ہوگا اُنکے سفارشات کے مطابق صوبائی حکومت اس پر پھر عملدرآمد کریں۔ تو میں قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ تو یہ بنیادی طور پر اس طریقے سے۔ تو میں قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور اسے بعد آپ کی اُس سربراہی میں کمیٹی اسے اسے اسے اسے کی جانب سے مقرر ہو۔

وہ بالکل جا کے thoroughly اسکو دیکھ لے کہ کیا کیا مسائل ہیں، کیا کیا مشکلات ہیں۔ اور اس میں اُسکی رپورٹنگ کیا آ سکتی ہے۔ اور ہمیں کیا کرنا پڑیگا۔ اُس پر ہم پھر جائیں گے اور اسکو وہ کریں گے۔ thank you very much.

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر۔ جی۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ ایسا ہے کہ جو German government تھی وہ اب اس سے نکل چکی ہے۔ یہ وہ autonomous body اور صوبائی گورنمنٹ، ہم یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ ہمارے کہنے پر۔ اُسکا ایکٹ میں بھول آیا ہوں مجھے دیا گیا ہے۔ اُس میں بہت ساری چیزیں ہیں جسے میں نے پڑھا ہے۔ جیسے ابھی رجیم صاحب کہہ رہے ہیں نال کہ وہ اسٹینڈنگ کمیٹی کی بجائے، قائمہ کمیٹی کی بجائے ایک اسپیشل کمیٹی قائم کر دیں۔ اُسکے ایکٹ کو سامنے رکھ لیں۔ اُسکی باقی چیزوں کو اور صوبائی گورنمنٹ کو اور جو ہماری German Provincial Government کا ہمارے Government ایک دوسرے کے ساتھ ہوا ہے۔ اُن ساری چیزوں کو منظر رکھ کر۔ ہم چاہتے ہیں کہ اچھی اُسکی ایڈمنیسٹریشن بن جائے یا سلسلہ بن جائے۔ تو رجیم زیارتوال صاحب کی بات کو میں سینڈ کروں گی۔ اس ایوان کی کمیٹی جس میں آپ میڈم اسپیکر چونکہ کوئی سے تعلق رکھتی ہیں آپ ہوں، ڈاکٹر رقیہ صاحب ہیں، ڈاکٹر حامد صاحب ہیں اس type کے اور اپوزیشن سے ایک آدھ ساتھی ہوں۔ اس پر بیٹھ جائیں، اگر وہ ایکٹ ہمیں اجازت دیتا ہے کہ ہم اُسکے بورڈ آف ڈائریکٹریز میں مداخلت کر سکتے ہیں۔ تو بورڈ آف ڈائریکٹریز میں revise کر لیں۔ یہ حرف آخر نہیں ہے، نعمۃ اللہ قرآن شریف کی آیت نہیں ہے کہ وہ جو بن گیا بن گیا۔ اگر وہ جو agreement ہے ہمیں اجازت دیتا ہے۔ تو اُسیں بورڈ آف ڈائریکٹریز میں نئے سرے سے اُسکی نظر ثانی کریں گے۔ اگر نہیں اجازت دیتا ہے وہ agreement ہمیں تو اُسکی بہتری کیلئے ہم زیادہ سے زیادہ ہم کیا کر سکتے ہیں۔ میں رجیم زیارتوال صاحب کی بات کو second کروں گی کہ اس ایوان کی کمیٹی بنی چاہیے۔

میڈم اسپیکر۔ میرے خیال میں یہ انتہائی اہم قرارداد ہے، نصر اللہ زیرے صاحب اور باقی محکیں جو لائے ہیں۔ کوئی شہر بلکہ پورے صوبے کا واحد چلڈرن ہسپتال ہے۔ اور اس پر اپنی ذاتی رائے بھی دوں گی۔ جو ہمارے ڈاکٹر، چلڈرن ہسپتال کے head ہیں۔ انہوں نے بھی مجھ سے بہت دفعہ رابطہ کیا۔ اور جہاں جہاں انکی ضرورت تھی ہم نے انکی مدد کی۔ جو من گورنمنٹ نے ہمیں ایک ت Ferd دے دیا ہے۔ اب ہم نے اُس تھے

کو کتنا سنبھالا یہ یقیناً ایک question mark ہے۔ اور اگر اس طرح سے اداروں کو ہم address کر سکیں گے، ایسے اداروں کو، تو یہ ہماری بدقسمتی ہو گی، بلوچستان کے لوگوں کی بھی بدقسمتی ہو گی کہ باہر سے ہمیں ایک تخفہ تول جاتا ہے لیکن ہم انہیں کتنا سنبھالتے ہیں؟۔ تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ آپ نے ایک بڑی اچھی قرارداد لائے ہیں۔ چونکہ اس پر ہمارے معزز اراکین نے بحث کر لی ہیں۔ اسکی منظوری سے ہٹ کر کیونکہ یہ معاملہ اب کمیٹی کی طرف جا رہا ہے۔ چونکہ ہماری ایک اسٹینڈنگ کمیٹی already ہے، health کی۔ تو ہم اسکے میں special committee against ہوں گے۔ لیکن ہم اس اسٹینڈنگ کمیٹی کے ساتھ اپنے تمام اُن ممبرز کو شامل کر لیں گے، اور اس اسٹینڈنگ کمیٹی کے ساتھ یہ جو کمیٹی ہے مشترکہ قرارداد نمبر 63 پر، جو بنی ہے چونکہ یہ معاملہ بے انہاہیت کا حامل ہے تو میں یہ معاملہ جو ہے اسٹینڈنگ کمیٹی اور تمام محکمین جو آئیں تھے اُنکے ساتھ اگر ڈاکٹر عبدالمالک صاحب چاہیں تو انکا نام بھی میں آئیں ڈالنا چاہتی ہوں۔ ولیم برکت صاحب، یا سیمن اہڑی صاحب، شاہدہ روڈ صاحب، رقیہ سعید ہاشمی صاحبہ خود اسکی چیز پر سن ہیں۔ طاہر محمود صاحب، کشور جنک صاحب کا اور یہ کمیٹی جو میں تشکیل دے رہی ہوں اسٹینڈنگ کمیٹی کے ساتھ۔

وزیر یحکمہ تعلیم۔  
میڈم اسپیکر!

میڈم اسپیکر۔  
جی۔

وزیر یحکمہ تعلیم۔

میڈم اسپیکر۔  
میں نے محکمین کا سب سے پہلے کہا ہے محکمین کے ساتھ۔ جی تمام۔ میں نے شاید یہ مائیک کی کمزوری ہے۔ سب سے پہلے محکمین کے ساتھ ان تمام ممبرز کے ساتھ میں چاہتی ہوں کہ اگر کوئی ممبر اور بھی چاہتا ہے کہ وہ آئیں شامل ہو، تو وہ مجھے اپنا نام دے سکتا ہے۔ چونکہ ہم نے اداروں کو بچانا ہے، ہم نے اداروں کو بنانا ہے۔ اگر ہم نے آج یہ قدم نہیں اٹھایا تو میرے خیال میں پھر کوئی اور آ کے یہ کام نہیں کریگا۔ یہ ہم نے ہی کرنا ہے۔ تو یہ اسٹینڈنگ کمیٹی کے ساتھ، ان تمام ممبرز کے ساتھ اس کمیٹی کو بناتی ہوں اور ان تمام معاملات کا جائزہ لیں گے۔ کوئی کسی کے اسکا interfere نہیں کریگا جیسے کہ رحمت بلوچ صاحب نے کہا ہے کہ ہم اپنے طور پر اس صوبہ کے شہری کے طور پر اپنی ذمہ داریاں محسوس کرتے ہوئے اس ادارے کے معاملات کو دیکھیں گے اور اسکو بچائیں گے، انشاء اللہ و تعالیٰ۔ Thank you۔ (ڈیک بجائے گئے)۔

کمیٹی ایک مہینے کے اندر اندر اپنی سفارشات پیش کریں۔

میڈم اسپیکر۔ ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ صاحب رکن صوبائی اسمبلی، آپ اپنی موخر شدہ قرارداد نمبر 83 پیش

کریں۔

### قرارداد نمبر 83

**ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ۔** شکریہ میڈم اپسیکر۔ ہرگاہ کہ ملکہ تعلیم میں آئی ٹی کے شعبے سے وابستہ اساتذہ اکرام اور دیگر درجہ چہارم کے ملازمین کو گزشتہ 31 ماہ سے اپنے فرائض ادا کرنے کے باوجود تنخوا میں ادائیگی کی جا رہی ہیں جس کی بناء پر وہ سر اپا احتجاج اور نان شبینہ کے محتاج ہیں اگرچہ حکومت کی جانب سے مسلسل یہ تسلی دی جا رہی ہیں کہ جیسے ہی ان کی تنخوا میں اور مستقل تعیاتی کی سمری منظوری کی جائیں گی تب انھیں تنخوا میں ادائیگی کی جائیں گی، لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہیں کہ وہ ان ملازمین کی تنخوا میں اور مستقل تعیاتیوں کی سمری جلد از جلد منظور کی جائے۔ تاکہ ان ملازمین کو 31 ماہ کی تنخوا ہوں کے بقا یا جات ممکن ہو سکیں اور انھیں نان شبینہ کا محتاج ہونے سے بچایا جاسکیں۔

**میڈم اپسیکر۔** قرارداد 83 پیش ہوئی کیا محکم اپنی قرارداد نمبر 83 کی Admissibility کے وضاحت فرمائیں گے۔

**ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ۔** شکریہ میڈم اپسیکر۔ جیسے کہ میں نے پہلے بھی 12 تاریخ کو اسمبلی میں بڑی تقریر کی تھی۔ اور مجھے اب وہ دوبارہ یہی کہنا پڑیگا کیونکہ وہ 15 تاریخ کے لیے موخر ہوئی تو میں یہ چاہوں گچا ب اپسیکر صاحب۔ میں میڈم اپسیکر کے زندگیوں میں ایک بھوک کی ہوتی ہیں اور جب بھوک نہیں مٹائی جاسکیں تو پھر وہ انسان خود کشی تک کر سکتا ہے پہلے بھی ایسے ہو چکے ہیں پہلے بھی ایسے واقعات رومنا ہو چکے ہیں جو پیر و زگاری تک آچکے ہیں اور یہ تو Teacher ہیں جیسے میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ جب Teachers اور Doctors سڑکوں پر نکل آئیں تو پھر اس ملک کا کیا ہو گا میں تو ان قوموں کو یہ سمجھتی ہوں کہ وہ قومیں بر باد ہو جاتی ہیں وہ قومیں پھر آبادیں ہو پاتی ہیں جہاں teachers جو آج Doctors اور انجینئر ز بناتے ہیں سیاست دان بناتے ہیں آج وہ نان شبینہ کے محتاج ہو چکے ہیں 31 مہینوں سے چھینیں تنخوا میں نہ ملی ہو ان میں صرف اساتذہ نہیں ہیں ان میں ڈرائیور بھی ہیں ان کے Assistants بھی ہے اور ان کے جو Lower کے ملازمین ہیں وہ بھی اس میں شامل ہیں اب ان سے ڈیوٹیاں تو ملی جا رہی ہیں اور ان کو یہ کہا جا رہا ہے کہ آپ کی تنخوا میں ہم دے دیں گے ان کی سمری بھی move ہو چکی ہیں ڈاکٹر عبدالمالک صاحب نے بھی ان پر sign کیے ہیں لیکن اب چونکہ جو گورنمنٹ تبدیل ہو گئی ہیں تو اب ان کو۔ ان کے ساتھ یہ مسئلہ آیا ہے اور اس دن جب میں نے یہ قرارداد یہاں پیش کی۔ تو نواب صاحب نے بھی ان کو یقین دہانی دلوائی تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ جب یہ تمام

باتیں ہو جکی ہیں سمری بھی سیکرٹری صاحب کے پاس ہے میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ سیکرٹری صاحب سے آج ہی پوچھا جائے جو ایجوکیشن سے Related ہیں کہ وہ ان کی سمری آگے کیوں نہیں لے کر آ رہے ہیں ان سے صرف۔ میں یہاں میڈم اسپیکر یہ کہوں گی کہ اگر کسی کو ایک ماہ کی تنخواہ نہیں ملتی ہیں ایک گورنمنٹ ملازمین ہیں ملازم ہے جس کے گھر میں پانچ بچے ہیں اور اس کی تنخواہ جو ہیں 17 یا 18 ہزار ہیں تو وہ کیسے اپنے پورے مہینے کا جو ہے میں تو پورے اس مہینے کا سوچھتی ہوں کہ وہ اس 18 ہزار میں پورا مہینہ کیسا چلا کیں گا جس میں ہیئتہ بھی ہے ایجوکیشن بھی ہے کھانا بھی ہے پینا بھی ہے پھوکی ضروریات زندگی بھی ہیں یہ تو ان کی تنخواہ میں ملی ہی نہیں ہیں 31 مہینے سے تو یہ تو ایک لم فکر یہ ہے ہمارے لیے۔ بلکہ اس معاشرے کے لیے تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ اگر اس پر ہم جلد ہی کوئی Implementation کا اعلان کر دیں تو ان کے بچے جو ہیں یادہ خود جو ہے کوئی ایسا اقدام کرنے سے نج سکیں۔ جو کہ پھر ہمارے لیے پریشانی کا سبب ہو کہ آیا انہوں نے کئی پر خود کشی نہ کر لی ہو۔ اس میں ایک بات ضرور کہوں گی کہ جب سینڈک پرو جیکٹ بند ہو رہا تھا چاٹانا کو یہ پر دیا جا رہا تھا تو 1200 ملازمین وہاں سے نکالیں گے تھے بلوجستان کے۔ اور وہ 1200 ملازمین پیر وزگار ہو گئے تھے اس میں دو بھائی Qualified engineers ایسے بھی تھے جنہوں نے اپنے آپ کو موت کے منہ تک پہنچا دیا تو ایسے اقدامات سے ہم پہلے سے نج جائے۔

**میڈم اسپیکر۔ جی ڈاکٹر صاحب۔**

**ڈاکٹر عبدالمالک بلوج۔** میڈم اسپیکر میں Clarify کر دوں میرے خیال اسیں بنیادی Issue ایہ ہیں کہ جو آئی ٹی کے لیے جو ہے ناں کا لج اسکول side میں جو Improvement ہوئے تھے انکی Rules of business میں جو ہیں ناں Amendment کی ضرورت ہیں ان کا business بنے ہی نہیں ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اگر واقعی ان کی تنخواہ میں بند ہیں تو ایک تنخواہ میں بھی ملے فنڈر صاحب بیٹھے ہوئے ہے ان کا بنیاد Issue کیونکہ ہماری ایک پالیسی تھی کہ ہم پہلے T.A کے جو ہیں ناں ایک ایک رکھیں گے پھر Maths کے اور اگلش کے جو ہیں ناں ہر ہائی اسکول کو ایک ایک جو ہیں ناں ٹھپر دیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کی تنخواہ میں بند ہے لیکن بنیادی ایک چیز ہیں آئی ٹی کا۔ اور وہ کام بھی کر رہے ہیں وہ بڑے لوگ ہیں میرے پاس بھی آئے تھے اور فنڈر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اگر وہ دیکھیں تنخواہوں کا issue ہیں وہ بھی حل کریں لیکن مجھے جہاں تک یاد آ رہا ہے ان کی services rules کا issue تھا اگر وہ services rules بھی نہیں ہیں ہیں تو ان کو ہمیں بنانے کی ضرورت ہیں۔

میڈم اسپیکر۔ ڈاکٹر صاحب میرا آفس میں آئے تھے ان کی تنخوا میں بند ہیں جی ہاں جی ڈاکٹر حامد اچکزئی صاحب۔

وزیرِ مکملہ منصوبہ بندی و ترقیات و بنی ڈی اے۔ اس میں شک نہیں ہے یہ بڑا ہم قرارداد ہیں پہلے اجلاس میں بھی انہوں نے ذکر کیا تھا تو اس سے ہم نے request کی تھی۔ کسی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان سے بات کریں یا ان کی بات کرائیں یا متعلقہ منسٹر صاحب سے۔ سردار رضا محمد بڑیق صاحب سے۔ پتہ نہیں ان Meetings کا کیا نکلا۔ اسی ایم صاحب نے ان کو کیا کہا یا رضا محمد صاحب نے ان کو کیا کہا تو ڈاکٹر صاحب سے request کروں گا کہ میں تو ان کیسا تھو Meeting ہو گئی تھی تو اس کی روشنی میں اگر اسمبلی کو Guide کریں تو شاید اس کا کوئی حل نکل آئیں۔

میڈم اسپیکر۔ ڈاکٹر صاحب وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ تھوڑا سا مزید۔ یا عبدالرحیم زیارت وال صاحب آپ۔ وزیرِ مکملہ تعلیم۔ میڈم اسپیکر ڈاکٹر صاحب جو قرارداد لے آئے ہے ان کا قرارداد کے حوالے سے کہنا یہ ہے کہ ان کی تنخوا میں بند ہیں اور دوسرا بات جو وہ کہہ رہے ہیں وہ یہ ہے کہ ان کو Permanent کیا جائے تو میڈم اسپیکر اس کی معلومات میں ڈیپارٹمنٹ سے لے لوں گا اور اس میں جو کچھ ہم کر سکتے ہیں ہمارے ملازمین ہیں اور جو جو کچھ ہم اس میں کر سکتے ہیں میں 18 تاریخ کے اجلاس میں اس کی پوری تفصیل آپ کو بتا دوں گا اور قرارداد اگر ہم منتظر کرتے ہیں تو اس کے معنی یہ ہے کہ ہم تکمیل جو بھی بھی صورت حال ہے پھر ہم۔ ہو جاتے ہیں تو محترمہ سے میری گزارش یہ ہے کہ 18 تاریخ کو میں اس کا جواب لے آتا ہوں اس کو یہی چھوڑ دیں یا قرارداد کو منظور کر لیں۔ قرارداد منظور نہ ہوا اور میں جو بھی جواب ہو 18 تاریخ کے اجلاس میں اس کی تفصیل کے ساتھ سب کچھ آپ کے سامنے ایوان کے سامنے رکھ لوں گا۔ پھر جو بھی گورنمنٹ کی یا ایوان کی مرضی ہو گی اس کے متعلق ہم چلیں گے ان کو وہ دے دیں گے۔

میڈم اسپیکر۔ ٹھیک ہے ڈاکٹر۔ ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوج۔ جو منسٹر صاحب نے explanation کیا ہے کیونکہ ہم سب کا issue ہے دیکھیں منسٹر صاحب اس کو details میں دیکھیں گا اور ہمیں 18 تاریخ کو جواب دے دیگا اس پر میں سمجھتا ہوں وہ زور نہیں دے دیں گی۔

میڈم اسپیکر۔ ڈاکٹر صاحب! پونکہ متعلقہ وزیر اپنی جگہ یقین دہانی کر رہے ہیں تو آپ سے request کر رہے ہیں کہ آپ اپنی قرارداد آپ واپس لے لیں۔

ڈاکٹر شعاع الحق بلوچ۔ صحیح ہے بالکل صحیح ہے۔

میڈم اسپیکر۔ تو آپ فلور پر بول دیں کہ آپ۔

ڈاکٹر شعاع الحق بلوچ۔ جی ہاں بالکل انہوں نے یقین دہانی کروادی ہیں اور میری seniors بھی ہیں تو وہ جو صحیح سمجھتے ہیں میرے خیال میں وہی بہتر ہے۔

میڈم اسپیکر۔ جی Thank you۔ چونکہ محرک نے اپنی قرارداد پر زور نہیں دیا اور متعلقہ وزیر جو ہیں انہوں نے یقین دہانی کرائی ہیں کہ وہ اس معاملے کو پورے اس پر غور و غوض کریں گے۔ اور 18 تاریخ کے اجلاس میں تمام ایوان کو اس میں اعتماد میں لیں گے۔ اس لیے قرارداد نمبر 83 ہے، وہ واپس لی جاتی ہے۔ بلکہ اس سے پہلے ایک جو میں نے ابھی رولنگ دی ہے میں آئیں ایک amendment کرنا چاہتی ہوں جو کمیٹی میں نے بنائی ہیں اسکا میں نے وقت کا تعین نہیں کیا تھا۔ میں اس کمیٹی کو ایک ماہ کا نامم دے رہی ہوں ایک ماہ کے اندر جو ہیں وہ اپنی تمام سفارشات اور جو بھی چیزیں ہیں وہ ایک ماہ کے اندر، دیے بھی Standing Committee کے پاس ایک ماہ کا ہی نامم ہوتا ہے تو اگر پوری کوشش کریں۔ اس سے پہلے لیکن اگر ایک ماہ کے اندر اپنی تمام جو سفارشات ہیں وہ ہمیں پیش کریں یہ Children hospital کے حوالے سے ہیں مورخہ 12 فروری کے اجلاس میں باضابطہ شدہ تحریک التوا نمبر 3 پر 2 گھنٹے عام بحث۔ جی آغازیات صاحب آغازیات علی۔ شکریہ میڈم اسپیکر صاحب یہ قرارداد جو پہلے اجلاس میں میں نے پیش کی تھی۔ محترمہ اسپیکر صاحبہ بڑی بدمتی کی بات ہے کہ آج اتنے اہم قرارداد کے اس میں۔ میرے خیال میں آدھے سے زیادہ لوگ چلے گئے ہیں یا شاید ان کو اس قرارداد کے اہمیت کا احساس نہیں ہیں یا پھر وہ اس پر پنجاب یا سینٹرل گورنمنٹ کی وجہ سے بولنا نہیں چاہتے ہیں۔ جناب ڈاکٹر صاحب یہ قرارداد جو میں نے پیش کی تو میں اس وقت

Federation of Pakistan

میڈم اسپیکر۔ آغاز صاحب تحریک التوا ہے۔

آغازیات علی۔ یہ تحریک التوا جو میں نے پیش کی میں اس وقت Federation of Pakistan کے دفتر میں بیٹھا تھا اور وہاں پر لا بصری میں میں نے کچھ اعداد و شمار دیکھیں اور مجھے بڑی سخت شرمندگی ہوئی۔ کہ ہمارے ہاں ایک Provincial coordination committee کا وہ سیکرٹری بھی ہے اور وہ اس تمام امور کی دیکھ بھال کرتا ہے لیکن بد قسمتی سے آج تک یہ کوئی بھی مسئلہ اس ہاؤس میں اور Cabinet میں تو مجھے نہیں معلوم کہ پیش کیا گیا ہے

کیونکہ ڈاکٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں گزشتہ جتنے Cabinet meetings بھی ہوئی ہیں اس میں بھی کسی نے اس مسئلے پر روشنی نہیں ڈالی ہیں اور اس کو پیش نہیں کیا گیا ہے محترمہ اسپیکر صاحب سب سے پہلے میں بلوچستان۔ اس صوبے کے ایک آدمی کی طرف اس ہاؤس کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ Extension of Pakistan petroleum limited یا ایک فورم تھا۔ جس کو آج سے دس سال پبلے کی دی گئی تھی اور اس شرط پر دی گئی تھی کہ وہ جو جو Realty government of Balochistan کی اس کی ذمہ نکلتی ہیں اسکو جو ہے وہ Payments کریں گا۔ پھر اٹھارہویں ترمیم کے وقت جب اٹھارہویں ترمیم آئی تو اس نے یہ آیا کہ جو بھی Clear-cut Federal government license دیتے ہیں جو License issue کرتے ہیں آنکل اینڈ گیس کا۔ اس کے Renewal کا اور First license issues کا وہ government of Balochistan کا وہ اس کی رضامندگی لے گی مجھے بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ نہ Provincial government نے نہ پچھلے گورنمنٹ نے نہ کسی بھی گورنمنٹ نے اس نقطے کو Federal government کے ساتھ اٹھایا ہے اسی وجہ پر ایسے گئے ہیں license ایسے جاری ہے ہیں آج بھی خاران میں PPL جو ہے وہ کھدائی کر رہی ہیں Drilling کر رہی ہیں کیا کسی نے اس پر۔ کسی بھی Federal government نے اور OGDCL نے یہ پوچھا ہے کہ یہ۔ ہم دے رہے ہیں گورنمنٹ آف بلوچستان کو اس پر Objection ہے یا نہیں ہے یا گورنمنٹ آف بلوچستان اس کے ساتھ Agree ہے یا نہیں ہیں کسی نے نہیں پوچھا ہے ماڑی گیس نکال رہی ہیں گیس۔ آج تک اس نے گورنمنٹ آف بلوچستان کو کوئی Audit report جو ہے جو اس کا Audit منافع کا روپوٹ ہے وہ گورنمنٹ آف بلوچستان کو Submit نہیں کیا ہے اسی طرح مختلف کمپنیاں جو ہیں وہ کاپرکولڈ پر سیندک پروجیکٹ اور جو بھی Projects ہیں کسی نے بھی آج تک اپنے Audit report جو ہے منافع کا جو ہے وہ بلوچستان گورنمنٹ کے سامنے پیش نہیں کی ہے نہ کسی نے اس پر Objection کیا ہے محترمہ PPI جو ہیں اب یہ تقریباً پہلے یہ وہ سونے کے انڈے دینے والی بخنز تھی اب یہ جو ہے چاندی کی انڈے دینے والی بخنز بن گئی ہیں کیونکہ ہمارا Reserve جو ہے گیس کا وہ کچھ کم ہو گیا لیکن اس وقت PPL پر گورنمنٹ آف بلوچستان کے 15 ارب روپے واجب الادا ہے۔ میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ اگر وہ سیکرٹری Provincial coordination کا وہ یہاں بیٹھا ہوتا تو اس سے میں یہ admit کرواتا کہ اس

نے یہ کب چیک کیا ہے اور کہاں چیک کیا ہے۔ لیکن PPL پر اسوقت بلوچستان گورنمنٹ کے 15 ارب روپے واجب الادا ہے۔ اور دو مہینے سے P.P.L کالائنس expire ہو گیا ہے اور اس نے اپنی extension بھی نہیں کرائی ہے اور ابھی تک کام کر رہا ہے۔ جو کہ in legal کام ہے۔ اور اس گورنمنٹ کو یہ چاہیے کہ فوراً اُس PPL کے اشہد جات کو اپنے قبضے میں لے لیں۔ کیونکہ بلوچستان گورنمنٹ کے پاس اٹھار ہویں تمیم کے بعد یہ rights آگئے ہیں کہ وہ جسکو، جسوقت اور جب چاہے اگر اُسکی ادائیگی نہ ہو تو اُسکو بند بھی کر سکتا ہے اور پھر یہ دیکھیں کہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ اٹھار ہویں تمیم کے تحت L.O.G.D.C. کو یہ اختیار ہی نہیں ہے کہ بلوچستان گورنمنٹ کے conciliation کے بغیر کسی کا extension کریں یا کسی کو Drilling کی اجازت دیں۔ تو مجھے جو سب سے زیادہ بڑا چکہ لگا وہ یہ ہے کہ ہم اس فلور پر بیٹھ کر تو یہ کہتے ہیں کہ ڈاکٹر مالک نے 15 ارب روپے واپس بھیج دیئے یہ چلے گئے۔ لیکن کسی بھی ممبر نے یہ نہیں کہا ہے کہ ہمارے یہ 15 ارب روپے جو L.O.G.D.C. کے پاس پڑے ہیں یہ کون وصول کر کے دیگا۔ محترمہ اپیکر صاحب! پھر میں آتا ہوں اس تحریک التواء پر کہ بلوچستان میں مختلف کارخانے کام کر رہے ہیں۔ بلوچستان کے مختلف contractor جو ہے ملک کے مختلف حصوں میں کام کر رہے ہیں بلوچستان کے farms جو ہے وہ کام کر رہے ہیں۔ Federal Government اٹھار ہویں تمیم یا اس سے پہلے بھی یہ تھا کہ جو بھی فرم جو بھی کارخانہ دار۔ جو بھی industry list یا جکار جسٹر فرم جدھر ہوگا۔ وہ کام کریگا تو اُس کا جو ہے Tax return deduction کا ہو گا وہ اُس صوبے کو ملے گا۔ آپ اس وقت اندازہ لگائیں کہ جب جو ہمارا سب سے بڑا وہ ذریعہ ہے۔ جب کی انڈسٹریاں جتنی ہیں۔ اُسکا incom ہے اسکو اسوقت یہ سنٹرل بورڈ آف ریونیو تھا۔ پھر بعد میں یہ Federal board of converd ہو کر revenue ہے بن گیا۔ جو صرف ایک دکھاوائے ہمیں بھلانے کیلئے۔ ورنہ اُس سنٹرل بورڈ آف ریونیو کے ایک چیز میں نے ایک معمولی letter یعنی یہ حکم دیا کہ جی جب کے industry list جو ہے سنندھ میں اپنا ٹکیں جمع کر سکتے ہیں یا پنجاب میں کر سکتے ہیں۔ یہ on the record ہے جو اسکے پاس authority بھی نہیں تھیں جس کا اُس نے permission ہے اسکی amendment بھی نہیں کرائی تھی۔ اور ایک معمولی لیٹر کے ذریعے یہ کراویا ہے۔ آج سے 18 سال پہلے یہ سارا taxes جو ہے ہمارا سنندھ گورنمنٹ میں جاتا ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب شاید میرے ساتھ اتفاق کریں کہ جتنی بھی ہمیں حقوق ملتے ہیں انکم ٹکیں کی مدد میں یا ایک سائز ڈیوٹی یا اسکی مد میں وہ اس federal collection پر ملتے ہیں۔ اور

کیا ہو رہا ہے۔ ہمارا جو federal collection ہے وہ سندھ لے رہا ہے یا پنجاب لے رہا ہے۔ اور بڑے دعوے سے کہہ رہا ہے کہ جی ہمارے اتنے پیسے ہیں۔ آپ یقین کریں کہ پچھلے سال اس فنڈ میں 15 ارب روپے سندھ گورنمنٹ نے لیے ہیں۔ جس میں سے 5 ارب روپے ہماری حق بنتا تھا جو انہوں نے لیے ہیں۔ ہمیں 1 ارب روپے دیا گیا ہے۔ یہ ظلم ہمارے ساتھ ہو رہا ہے۔ اس پر آج تک کسی نے بھی غور نہیں کیا ہے۔ اور نہ Federal board of F.B.R اپنے آپ کو کہتا ہے کہ revenue جو ہے نہ یہ اور نہ اسکے کسی چیز میں نے کہا ہے کہ یہ بلوچستان کا حق ہے اس کو۔ اور ایک معمولی لیٹر کے ذریعے جسکی کوئی وقت نہیں ہے۔ 16 سال سے اس آمدنی سے ہم محروم ہے۔ پھر میں ایک اور point کی طرف آتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ حب ڈیم بنا ہوا ہے۔ پتہ نہیں میں جب کانج میں پڑھ رہا تھا تو یہ حب ڈیم تھا۔ سندھ کو پانی جارہا تھا۔ اُسکی باقاعدہ royalty تھیں۔ سندھ گورنمنٹ کے ذمہ اسوقت ہماری جو collection ہے جو collected وہ ہے کوئی 16 ارب روپے ہماری سندھ گورنمنٹ کے ذمہ ہے۔ آج تک کسی نے نہیں کہا ہے۔ آج تک کوئی نہیں کہہ رہا ہے۔ یہ 16 ارب کب ہمیں ملیں گے؟ اور بڑے دھڑے سے سندھ گورنمنٹ کہتی ہے کہ بلوچستان گورنمنٹ جو ہے کسی بھی صورت میں ہماری پانی کو بند نہیں کر سکتی ہے۔ دعویٰ بھی کرتی ہے payment بھی نہیں کرتی ہے۔ اور بد قسمتی یہ ہے کہ کوئی مانگنے والا بھی نہیں ہے۔ محترمہ! ویسے وہ بڑی باتیں ہیں لیکن پھر ایک جو mane point کی طرف میں آتا ہوں۔ کل میں نے اخبار میں دیکھا۔ ہمارے چیف سیکرٹری محترم صاحب اور ایریگیشن کے صاحبان بڑے دھڑے سے بیٹھے تھے کہ جی یہ جو نہ بن رہا ہے بڑا اچھا ہو گا اور ہم بڑا اچھا کام کر رہے ہیں۔ اور بڑا اچھا اسکو صاف کر رہے ہیں بس بھی رہا ہے وہ ڈپٹی سیکرٹری ہے یا جو بھی بیٹھا ہے۔ انکو پتہ نہیں کہ جو پانی بلوچستان کا حصہ ہے 10 کیوں کم فٹ یا 2 کیوں کم فٹ یا جتنا ہے وہ بھی بھی آج تک بلوچستان کو نہیں ملا ہے۔ اور اس کے روز اور اسکے مطابق جتنا کم پانی ہمیں ملے گا۔ وہ حصہ پنجاب لے لیگا یا سندھ لیگا۔ اُس کا باقاعدہ payment گورنمنٹ آف بلوچستان کو کریگا۔ کیا اس سیکرٹریوں نے یا چیف سیکرٹری نے یا کسی نے کسی وقت یہ کہا ہے۔ پرسوں کی میٹنگ میں اخبار میں دیکھ رہا تھا۔ یہ صاحبان بھی اُسی میں بیٹھے تھے۔ انکو صرف اُس پیسے کی فکر ہے جو نہ کسی صفائی پر خرچ ہوتا ہے۔ شاید اُس میں اُنکا interest ہے۔ پانی کی کمی میں کوئی interest نہیں ہے۔ اُس میں کوئی interest نہیں ہے کہ یہ پیسے گورنمنٹ آف پنجاب یا گورنمنٹ آف سندھ یا KPK کھار رہا ہے۔ اُس پیسے کی وصولی کیلئے آج تک ان لوگوں نے ایک لفظ نہیں کہا ہے۔ he one جتنے چیف سیکرٹری گزرے ہیں۔ جتنے سیکرٹری ایریگیشن گزرے

ہیں۔ جتنے فناں سکیرٹری گزرے ہیں۔ کسی نے بھی نہیں کہا ہے ہمارا حق کھایا ہے۔ اربوں روپے ہمارے جو ہے ارسا کے فی الحال پڑے ہوئے ہیں۔ محترمہ اسپیکر صاحبہ! کہنے کو تو بہت کچھ ہیں لیکن یہ چار، پانچ وہ بڑے مسئلے ہیں۔ یہ میں گزارش کرتا ہوں اس ہاؤس سے کہ اس کو متفقہ قرارداد کی صورت میں منظور کیا جائے۔ اور ایک کمیٹی بنائی جائے ایک ایسی فعال کمیٹی۔ وہ لمبی چوری نہ ہو۔ جو 2 یا 3 لوگوں پر مشتمل ہو۔ اور جو Federal government اور F.B.R یعنی فیڈرل گورنمنٹ کی اس ادارے کے ساتھ بات کریں۔ ان سے اپنا حساب مانگیں۔ جو L.P.L سے اپنا حساب مانگے۔ جو L.P.L کے پاس جا کر کے اسکو کہہ کہ ہمارے یہ پسیے جو آپکے پاس پڑے ہیں یہ کب دو گے، کس طرح دو گے۔ اور پھر اس سلسلے میں یہ کمیٹی کو میں ایک تجویز کرتا ہوں کہ اگر house approved کریں کہ ہمارے پیسے 15 ارب یا 20 ارب یا 16 ارب جتنے پسیے ہیں۔ یہ L.P.L کے پاس پڑے ہیں۔ اسکے عوض بلوچستان گورنمنٹ کو PPL کے شیئرز دیجئے جائیں۔ یہ معاملہ ڈاکٹر صاحب کو یاد ہوگا۔ ایک دفعہ پہلے بھی اٹھاتا۔ اسکے لیے ہماری صوبائی گورنمنٹ نے کچھ رقم بھی مختص کی تھی کہ extra 25% سے زیاد payments کرنا پڑے تو وہ صوبائی گورنمنٹ بھی کر گی۔ اب صوبائی گورنمنٹ اگر نہیں کر سکتی ہے تو اس میں میری یہ تجویز ہے کہ ہمارے پاس ابھی اچھے financers اس بلوچستان میں بیٹھے ہیں۔ جو ہمارے اس share کے ذمہ ہے 15 ارب ڈالر کا۔ جتنی extra amount ہے وہ ہم financer اسکو payment کرنے کیلئے تیار ہے۔ یہ کمیٹی جا کر کے PPL کے ساتھ یہ طے کرے اور وہ GTCL کو یہ لکھا جائے کہ اسوقت اسکی renewal نہ کیجائے جب تک کہ یہ بلوچستان گورنمنٹ کے ساتھ اپنی یہ تقاضا جات کا تصفیہ نہیں کرتی۔ تو میری ایک خواہش ہے یامیں اس طرح اس تحریک التواء کو قرارداد کی شکل میں لانا چاہتا ہوں۔ اسکو اس قرارداد کی شکل میں convert کیا جائے۔ اور اسکو من و عن اسی طرح فیڈرل گورنمنٹ کی طرف بھیجا جائے۔ شکریہ۔

میدم اسپیکر۔      ڈاکٹر عبدالمالک بلوج صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوج۔ شکریہ میدم! میں آغازیافت نے جو points اٹھائے ہیں وہ بڑے genuine points ہیں۔ تھوڑا سا چونکہ مجھے experience ہے اُنکو میں آپکے ساتھ share کروں گا۔ اور پھر اسکا ایک طریقہ کار بنا دیں۔ یہاں L.P.P سے دو issue ہے۔ ایک L.P.P کا بنیادی issue جو سوئی میں پلانٹ لگا ہوا ہے۔ اُسکی lease ہے جو 30 سال کے بعد Extend ہوتی ہے۔ اور یہ 30 جون کو expire ہوا تھا۔ چونکہ وہاں پلانٹ لگا ہوا ہے۔ اور اس نے جو ہے ناں ہمیں the 11th 8th جون کو expire ہوا تھا۔

کوئی 15 دن پہلے expiry کے ہمیں نوٹس دیدیا کہ جی یہ expire ہو گیا ہے۔ آپ ہم سے بات کریں۔ تو میری لیے ذاتی صورت پھر بڑا مشکل ہو گیا کہ اتنی بڑی جو ہے ناں agreement کو میں اپنے حوالے سے کیوں کروں۔ تو میں نے وزیر اعظم کو letter لکھا اور اسکی کاپی جو ہے ناں میں نے خاقان عباسی صاحب کو دیا کہ جو کچھ آپ کر رہے ہیں وہ غیر قانونی ہے as constitutional encroachment ہلہ آپ جو ہے ناں اسکو revise کریں۔ پھر ان لوگوں نے ہمیں لیٹر لکھ لیا کہ چونکہ ایک system چل رہا ہے اور ہم ایک agreement پر نہیں پہنچے ہیں۔ لہذا جو بھی بلوچستان حکومت کی تجاوزیزیں ہو گئی۔ وہ ہم انکو ملاحظہ کر۔ ان لوگوں نے ایک package بنایا تھا۔ اور double package تھا۔ بہ نسبت priviace package کے۔ تو اسکو جب ان لوگوں نے بھیج دیا تو میں نے یہی مناسب سمجھا کہ اس کو پھر میں حوالے سے نہیں کروں گا۔ اسکو میں نے cabinet refer کیا تھا کیلئے وہ اب بھی کیبینٹ کی property ہے۔ اور وہاں پڑا ہوا ہے۔ جو بھی cabinet فیصلہ کریگا فیڈرل گورنمنٹ اسکو دینے کیلئے تیار ہو گی۔ یا کیونکہ وہ پلانٹ جو لگا ہوا ہے۔ اسکو ہم بند نہیں کر سکتے تھے۔ دوسرا O.G.D.C.L shares کی ہیں۔ جو آغاز حقوق بلوچستان کے تحت transfer ہونے دیں۔ اب میں نے C.C.I کے ایجنسی میں دو دفعہ اسکو بھیجا ہے۔ اور وہ جو ہے ناں ابھی تک وہ A.C.C کے ایجنسی میں نہیں آ رہا تھا۔ اور A.C.I from last month C.C.I کی اپنی بھی میئنگ نہیں ہو رہی ہے لیکن میں جو یہاں پر چونکہ میں coalition کے حصے ہیں۔ تو میں زیارت وال صاحب ہے۔ دوسرے جو دوست ہیں ان سے یہ کہتا ہوں کہ اسکو ہم C.C.I میں Resubmit کر لیں۔ کیونکہ اس میں ایک جھگڑا ہے۔ L.P.L کہتا ہے کہ آپ مارکیٹ سے share لے لیں۔ ہم کہتے ہیں نہیں۔ مارکیٹ سے کیوں share لے لیں؟ ہم share valid لے لیں گے۔ وہاں مارکیٹ میں تو کوئی بھی share کوئی بھی تو لے سکتا ہے۔ تو یہ دونوں issues C.C.I کے ہیں۔ جو ہماری طرف سے بلوچستان گورنمنٹ میں گئے ہیں۔ آغازیافت نے اتنی اہم issue کو سب کو اکھٹے لے لیا۔ پتہ نہیں اُن کی اہمیت کس حد تک ہو گی۔ لیکن چاروں taxations کی اہم ہیں۔ اب اس میں آپ لے لیتے ہیں taxations کی۔ میں نے practically لکھا تھا کہ جبکو، با تکیو، اُج اور دوسرے فیکٹریز اُنکی تمام کی collections کراچی میں جمع ہوتی ہیں جو billions rupees ہیں۔ صرف میں کہتا ہوں کہ جبکو کی Billions ہے۔ ارب سے زیادہ کو taxation وہ دیتا ہے۔ تو ہم نے انکو لکھا کہ جی چونکہ آپ کہتے ہیں کہ ہم deficits ہیں۔ اور آپ ہمیں جو ہے ناں taxations کے حوالے سے

وہ دیتے ہیں۔ تو یہ تمام میں، باقیوں کو تو چھوڑو۔ جو وہاں سینٹ فیکٹری لگا ہوا ہے۔ بہت بڑی سینٹ فیکٹری جب میں۔ اُسکی بھی collection وہی پر ہوتی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک genuine taxation problem ہے۔ اگر یہ taxation جمع ہو جائے تو جو taxations کی وہ بہت بڑھ جائیگی۔ یہ دواشوں ہیں۔ اور باقی جو ہے ناں دوایشوز جیسے کہ ایریکیشن والوں نے۔ اُس میں آغا میں آپ سے عرض کروں کہ ہم نے بہت کوششیں کیں۔ ہمارے پاس carry capacity ہی نہیں ہے۔ 200,300 جو ہے ناں 300 کیوںکے پانی جو ہے ناں ہم نہیں نکال سکتے۔ پچھلے دفعہ ہم نے C.N.L سے کروا یا تھوڑا بہت سو، ڈیڑھ سو بڑھ گیا۔ لیکن capacity ہی نہیں ہے کہ ہم اُس پانی کو لے لیں۔ اب کچھی کینال اگر بن جائیگا تو وہ باقی جو ہمارے ہیں انکو رہتے ہیں۔ شاید اسکے ذریعے ہم اُسکو لے سکتے ہیں۔

**ڈاکٹر صاحب!** کوئی تجویز اگر دیدیں کہ یہ جو آغا صاحب نے کہا ہے کہ ایک کمیٹی بنادیں تو میڈم اسپیکر۔

آپ۔۔۔۔۔

**ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔** نہیں، دیکھیں ناں میری تو تجویز یہ ہے کہ یہ کمیٹی کی بات نہیں ہے۔ یہ انکو حل کر سکتا ہے۔ P.P.L purely government کی جو ہے ناں وہ C.C.I کی چیف منسٹر صاحب ہے۔ اُسکو ہم کہہ دیں گے کہ آپ اسکو جو ہے ناں already cabinet کے سامنے، کیونکہ میں نے نہیں کیا تھا۔ میں نے کہا کہ ناں agreement ہے۔ وہ ہماری F.B.I یا اسحاق ڈار کے ساتھ tackle کرنا پڑیگا۔ کیونکہ جو ہے ناں یہ بھی transactions کا جو ہے ناں ہمیں R.F. یا اسحاق ڈار کے ساتھ plus C.C.I کے شیئر کے ہے۔ اور کیونکہ جو ہے ناں یہ بھی Account میں جمع ہو سکتے ہیں۔ جو اب روپے جو ہے ناں ہمارے Account میں جمع ہو سکتے ہیں۔ جو اب روپے جو ہے ناں ہمارے Account میں جمع ہو سکتے ہیں۔ thank you۔

**میڈم اسپیکر۔** شاہدہ روف صاحبہ۔

**محترمہ شاہدہ روف۔** Thank you اسپیکر صاحبہ۔ میں اس میں۔

**میڈم اسپیکر۔** زیارتوال صاحب! شاہدہ روف صاحبہ نے پہلے اجازت لی۔

**ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔** حب ڈیم میں agree کہ ہمارے جو ہے ناں وہ نہ پیسے دیتے ہیں۔ لیکن یہ ہے کہ جو gate گے ہوئے ہیں۔ اُسکو بلوچستان کی بجائے وہ سندھ میں لگے۔ وہ gates کو ہم کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔ اگر control otherwise ہمارے پاس ہوتا تھا تو ہم اس

gate کو بند کر سکتے تھے۔ اب اسکا جواہر control ہے وہ سنہ گورنمنٹ کے پاس ہے۔ تو اس لیے وہ دونوں سے مکر رہا ہے۔

میڈم اسپیکر۔ ڈاکٹر صاحب آپ please۔ فلور شاہدہ رووف صاحبہ کے پاس ہے۔  
 محترمہ شاہدہ رووف۔ thank you madam speaker۔ یہ جو تحریک آغالیافت صاحب لیکر آئے ہیں یہ یقیناً بہت اہم معاملہ ہے ہمارے صوبے کا اور مالی معاملہ ہے جس پر اس وقت ہم جتنا خسارہ برداشت کرچے ہوئے ہیں لیکن میری ایک request تھی آغالیافت سے بھی اور آپ کی اسمبلی کا جو شاف بیٹھا ہوا ہے جب بھی اتنے important تحریک التواہ آتی ہے تو بہت اچھا تھا کہ اس کے ساتھ اس نوٹیفیکیشن کی کاپی add کر دی جاتی تاکہ ہمیں پتا چلتا کہ کب یہ سب کچھ ہوا اور کس نے کیا اور اس کے محرک کیا تھے آیا وہ قانونی تھا جب ہوا کیونکہ میں نے توابھی جب آغالیافت جب فرمار ہے تھے تو اسی وقت تھوڑا سا ساستا ہے اس میں کہ اس وقت وہ ایف بی آر بھی نہیں تھا جب یہ کیا گیا ہے وہ CBR جس کا ایک چیز میں نے individually یہ کر لیا۔ غیر قانونی کام غیر آئینی کا جو یہ ہوا تھا تو بہت اچھا تھا کہ اس کے ساتھ وہ کاپی add ہوتی۔ بلکہ تمام ہاں جو ہے اس پر متفق ہوتا۔ اور ان کو پتا چلتا کہ یہ نا انصافی ہو رہی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اتنے اہم معاملے کے اوپر ڈاکٹر صاحب نے بھی یہ فرمایا کہ یہ میرے knowledge میں تھا اور وہ انہوں نے ذمہ داری as such نہیں لی کہ میں اکیلا یہ کیوں کرو، دیکھیں اتنے اہم step اپنے ایک شخصیت کو بچانے کیلئے کہ میں یہ اکیلانہیں اٹھا چاہ رہا تھا میں نے کابینہ میں کر دیا۔ اتنا اہم معاملہ آپ نے کابینہ میں کیا، بہت اچھا کیا کہ آپ نے کہا کہ یہ متفقہ طور پر سب کچھ ہو گا لیکن وہ still کابینہ میں ہی پڑا ہوا ہے اس کے اوپر کابینہ کا مینگ نہ ہونا یہ بہت بڑا سوالیہ نشان ہے، گورنمنٹ خود اگر اس قسم کی لاپرواہیاں کر لیں گی اور خود ان معاملوں کو دیکھیں ایک کمیٹی بنادیں اور تحریک التواہ آئا اور اس پر بحث کر دیں۔ یہ معاملے کا حل اس لیے نہیں ہے کہ یہ اس کو ایک بڑے فورم پر اٹھا سکتے تھے۔ آپ کو یہ پتہ ہے کہ فیدر لی آپ کے ساتھ یہ نا انصافی ہو رہی ہے آپ کو یہ کرنا پڑیگا اور اٹھنا پڑیگا آپ نے وفاق میں جانا پڑیگا۔

میڈم اسپیکر۔ آپ نے شاید پوری بات نہیں سُنی ہے، ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ میں نے وہ معاملہ دے دیا ہے CCI کے اس میں۔ لیکن میرے خیال میں اس کے ایجنسی میں نہیں آیا۔ میرے خیال میں اس کے کابینہ میں تو انہوں نے لانا ہی تھا ہر معاملے مل کو۔

محترمہ شاہدہ رووف۔ آپ دیکھیں Article part 6 Article 160 میں جو ہے اس میں اگر آپ

جائزیں گے تو اس میں این ایف سی کی جتنی distribution ہیں اُس کے بارے میں سب brief کرتا ہے وفاق میں کیسے ہوگا، صوبوں میں کیسے ہوگا۔ جب آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کے انڈسٹری کا سارا revenue ہے تو یہ ایک بہت بڑی ناقصانی ہے جو صوبے کے ساتھ ہو رہی ہے، اس معاً ملے کو اور حکومت کو سمجھدی سے اٹھانا چاہیے اسی میں یہ بھی کہونگی کہ آپ کو اور جو آپ کا مکملہ انڈسٹری ہے اس کے علاوہ آپ کا جو سیکرٹری فناں جو ہے اُس کو بھی بھر پور کردار ادا کرنا چاہے تھا، چیف سیکرٹری کے نواس میں بھی یہ بات ہونی چاہیے تھی۔ اور CM صاحب کو خود اس کو taken well ہونا چاہیے تھا کیونکہ اس کے اوپر ابھی آپ کے این ایف سی کے جو آپ دیکھتے ہیں کہ این ایف سی کے ایوارڈ کیلئے جو میئنگ ہوتی ہے میرے خیال میں یہ 90 دن میں ہونی چاہیے۔ جہاں تک میری information ہے وہ وہاں تک نہیں ہے۔ تو اس وقت جو ہم یہاں کھڑے ہوئے ہیں اور آپ کے ایک ممبر اتنی اہم جو ہے لے کے آتی ہے اور وہ اس چیز پر آگاہ ہے۔ کہ ناقصانیاں صوبے کے ساتھ ہو رہی ہے تو ان کے بارے میں آنکھیں بند کر لینا یا یہ کہہ دینا کہ میرا انہم گزر گیا اور انگلی گورنمنٹ اس وقت یہ ڈیماںڈ ہے ہم سب کی ہیں یعنی میں نہیں سمجھتی کہ آج اگر آغا لیاقت صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ تحریک التوا تھی تو اس کو میں قرارداد کی شکل میں نہیں، میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ آپ قرارداد کی شکل میں بھی اس کو پاس کر لیں متفقہ طور پر کر لیں۔ اس پر کچھ ہی نہیں ہوگا۔ اس کے لیے آپ کو باقاعدہ۔

میدم اسپیکر۔  
اتنی ماہی نہ کریں شاہدہ صاحبہ۔ انشاء اللہ۔ جی

محترمہ شاہدہ روف۔  
نہیں نہیں اس لیے کہ یہ وہ حقوق ہے کہ ہم دس سالوں سے دیکھ رہے ہیں ان کیلئے آپ کو واقعی ڈنار پڑیکا، بڑائی کرنی پڑیگی۔ بڑائی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ۔ آپ کو اپنے حقوق لینے پڑیں گے اور اس کے جیسے بھی طریقہ کا روضع کر لیں۔ میری suggestion ہے کہ فوری طور پر آپ جو بھی گورنمنٹ اس وقت ہے وہ اپنا کابینہ کا اجلاس بلا لیں اور ان چیزوں کو وہاں پر highlight کیا جائے۔

میدم اسپیکر۔  
Thank you۔ عبدالرحیم زیارت وال صاحب۔

وزیر یحکمہ تعلیم۔  
شکر یہ میدم اسپیکر۔ جو تحریک التوا غالیاقت صاحب لے آئے ہیں یہ واقعًا اہمیت کا حامل ہے اور تحریک التوا کے حوالے سے جو debate انہوں نے رکھی اور اس پر پھر دوستوں نے بھی اس پر باتیں کی۔ اس وقت ہم تحریک التوا پر بات کریں گے۔ اور اس تحریک کے جو چیزیں انہوں نے رکھی تھیں تحریک التوا لے کر آئے تھے وہ next اس میں آئیں گے قراردادوں کے شکل میں ہم اُس کو پاس کریں گے

بنیادی طور پر بات یہ ہے کہ جو انگلیکس وفاق لے رہا ہے، ہمارے صوبے کے حوالے سے آئین پاکستان کے مطابق جہاں یہ جمع ہوتا ہے distribution میں این ایف سی ایوارڈ کے تحت پھر اس کا حصہ اس صوبے کو کوں رہا ہوتا لیکن ہمیں نہیں ملتا۔ یہ جو محرومی ہے اس کو ختم کرنے کیلئے میں لیاقت آغا کی تحریک التوا جاؤں نے تجویزی ہے کہ اس کو قرارداد کی شکل میں منظور کیا جائے، میں گورنمنٹ کی طرف سے اُن کو ایوان کو یہ request کرتا ہوں کہ اس کو قرارداد کی شکل میں منظور کیا جائے اور اُس کے بعد جو معاملات ہیں گورنمنٹ کے طور پر ہم coalition government و زیر اعلیٰ صاحب ان چیزوں کو اسلام آباد کے ساتھ اٹھائیں گے اور وقتاً ہمارا حق بنتا ہے اور اس سے جو نیکیں وہاں جمع ہو رہا ہے ہمیں اربوں کے حساب سے نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے تو اگر پسیے ہمارے صوبے کو ملے سندھ کی بجائے یا پنجاب کی بجائے جہاں جہاں یہ ہے تو اس سے ہمارے صوبے کی ریونیون برٹھی گی اور اس وقت یہ ریونیون جہاں جمع ہو رہا ہے وہ پسیے اُن صوبوں کو یا اُن لوگوں کو مل رہے ہیں تو جب کے جو کارخانے ہیں اور یہ تحریک التوا ہے اس پر میں یہاں تک بات کروں گا اور باقی جو چیزیں اٹھائیں ہیں وہ جو OGDCL ہے اور اُس کے علاوہ جب کی جو بات ہے اور اُس کے علاوہ دوسرے تیرے جو issues ہیں ان issues پر قرارداد لے آئیں گے اور یہ جو ہمارے ایوان ہیں اس ایوان کی جو وقار ہے اس کی جو حیثیت ہے اُس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم coalition اتحادی سب ملکر کے یا اسلام آباد لے جائیں گے جو issues CCI کے ہیں یا اس میں رکھیں گے اور جو administratively issues debate ہم نے ہمارے کرنے ہوئے وہاں جائیں گے، ڈاکٹر صاحب بھی ساتھ ہو گا اور زیر اعلیٰ صاحب بھی ساتھ ہو گا اور ہمارے coalition کے ساتھی بھی ہوئے اور اُس کو واقعتاً ہم بحث کریں گے اور ماضی کا جو تحریک وہ یقیناً یہی ہے میڈم نے کہا کہ قراردادیں ہم پاس کرتے رہے ہیں اور آپ نے اور آپ کا مشکور ہے کہ آپ نے مجھے بتایا کہ میں اس پر کمیٹی بناؤ گا جو ہماری قراردادیں ہیں اس کو pursue کریں مرکز کے ساتھ اور اُس کے مقابلے میں جو چیزیں ہم نے یہاں سے پاس کی ہیں اسکی وقار اسکی حیثیت کو باقاعدہ بنانے کیلئے گورنمنٹ کے طور پر ہم پیچھے جائیں گے تو اُس قرارداد کی حیثیت ہو گی۔ اور ہم اُس قراردادوں کی حیثیت کو منوانے کیلئے آخری حد تک اُن کے ساتھ جائیں گے، تو یہاں پر میں ایک مرتبہ پھر اس تحریک التوا کو قرارداد میں تبدیل کرنے کی جوبات ہے اسکی حمایت کرتا ہوں اور ایوان سے request کرتا ہوں کہ قرارداد کی شکل میں اسکی منظوری دی جائیں۔ تاکہ ہم اپنے معاملات قرارداد کی بنیاد پر آگے اُن کے ساتھ رکھ سکیں۔ شکریہ۔

میڈم اسپیکر۔ یقیناً تحریک التوا جو تھی وہ بہت، اس میں بہت ایسے issues آئے جو کہ اپنی اہمیت کو

اُجاگر کر ہے تھے اور بلوچستان میں جو بڑے بڑے issues ہیں جس پر شاید کام تو ہوا ہے لیکن اس فقرے سے یا اس تیزی سے نہیں ہوا۔ چونکہ محرک نے request کی ہے کہ وہ اپنی اس تحریک التواکردار اکیڈمی شکل میں منظور کرنا چاہتے ہیں۔ تو اسمبلی کے اراکین سے سوال ہے کہ آیا اس تحریک التوانہ 3 کو قرارداد کی شکل میں منظور کیا جائے۔ ہاں تحریک التوانہ 3 کو قرارداد کی شکل میں منظور کیا جاتا ہے۔ میں بلکہ ایک کمیٹی بھی تشکیل دے رہی ہوں۔ جو کہ تمام اس طرح کی قراردادیں جو بہت اہم نوعیت کی ہیں اور جن کا تعلق فیڈرل سے ہیں، اُسکی implementation کیلئے میں نے زیارت وال صاحب سے بھی share کیا اور ڈاکٹر عبدالملک صاحب بھی آج share کیا تاکہ ہم اپنی ان کاموں کو ایک طریقے سے بجائے کہ ہر کام کیلئے کمیٹی ہو۔ ہم اس کام کیلئے خاص طور پر فیڈرل سے ہمارے تمام ممبرز کو شکایت ہوتی ہیں کہ ہماری قراردادوں پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوتا اور وہاں پتہ نہیں سنائی جاتا۔ تو اس کیلئے میں کمیٹی جلدی انشاء اللہ تشکیل دے رہی ہوں۔ اب اسمبلی کا اجلاس روز جمrat مورخہ 18 فروری 2016ء بوقت شام چار بجے تک کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس بعد از دوپہر 01:45 بجے 45 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)